REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم   وعلی عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۲   شمارہ ۷

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۴۳۵۱۶

۲۵ شعبان ۱۴۱۳ ہجری   ۱۸ تبلیغ ۱۳۷۲ ہش   ۱۸ فروری ۱۹۹۳ء

اخبارِ احمدیہ

لنڈن ۱۲ فروری (جمعۃ المبارک): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد فضل لنڈن سے خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے سورۃ الصف کی آیات ۱۱ تا ۱۳ کی تلاوت فرمائی۔ آیات کا ترجمہ درج ذیل ہے:-

"اے مومنو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت کی خبر دوں جو تم کو دردناک عذاب سے بچائے گی۔ (وہ تجارت یہ ہے کہ) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کے رستہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ اگر تم جانو تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے (تمہارے ایسا کرنے پر) وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو اُن جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اور ہمیشہ رہنے والی جنتوں کے پاک مکانوں میں (تم کو رکھے گا) یہ بڑی کامیابی ہے (جو وہ تم کو دے گا) اس کے علاوہ ایک اَور چیز بھی ہے جس کو تم بہت چاہتے ہو۔ وہ اللہ کی تائید ہے اور ایک جلدی حاصل ہونے والی فتح ہے اور مومنوں کو بشارت دے (کہ ان کو ایک اَور جلد حاصل ہونے والی فتح بھی ملے گی)۔"

سورۃ الصف کی آیات تلاوت فرمانے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سیٹیلائیٹ کے ذریعہ جب سے خطبات کا سلسلہ شروع ہوا ہے جماعت میں ایک عجیب رُوحانی تبدیلی پیدا ہو چکی ہے اکثر ان لوگوں نے بھی خطوط لکھنے شروع کئے ہیں جو پہلے خط لکھنے کے عادی نہیں تھے اور اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکستان کے دُور دراز کے دیہاتوں سے بھی گہرے روابط پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں۔

اپنے ایمان افروز خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ آج بنگلہ دیش کے سالانہ جلسہ کا آخری دن ہے۔ اور انہوں نے خواہش ظاہر کی ہے کہ آج کے خطبہ جمعہ میں اُن کے متعلق بھی کچھ ذکر کروں۔ چنانچہ سورۃ الصف کی جن آیات کی مَیں نے تلاوت کی ہے دراصل اُنہی کو مدِّنظر رکھ کر کی ہے۔ حضور نے فرمایا، بنگلہ دیش بڑے ابتلاؤں میں سے گزرا ہے۔ اور ان پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ چھوٹی جماعت ہونے کے باوجود ثابت قدم رہے ہیں۔ بڑے بڑے بوجھ انہوں نے اُٹھائے ہیں اور ہر ابتلاء کا انجام اُن کے حق میں غیر معمولی فضلوں کے رنگ میں ظاہر ہُوا ہے۔

چنانچہ سورۃ الصف کی آیات میں مومنین کے لئے جو وعدے ہیں میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ بنگلہ دیش کی جماعت پر بھی اطلاق پاتے ہیں۔ اسی دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۵ پر)

ماہِ رمضان تنویرِ قلب کے لئے عُمدہ مہینہ ہے

● اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ (البقرۃ : ۱۸۴)

ترجمہ:- اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح اُن لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم (رُوحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ (بخاری)

ترجمہ:- جو شخص رمضان کے روزے، ایمان کے ساتھ اور ثواب کی اُمید سے رکھے اُس کے گزشتہ گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔

● سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ سے ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے، کہ یہ ماہ تنویرِ قلب کے لئے عُمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیۂ نفس کرتی ہے اور صوم تجلّیٔ قلب کرتا ہے۔ تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفسِ امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلّیٔ قلب سے مُراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اُس پر کھُلے کہ خُدا کو دیکھ لے ..... اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دُوسری اُمتوں کی طرح اِس اُمت میں کوئی قید نہ رکھتا۔ مگر اُس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدقِ دل اور کمالِ اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اُسے محروم نہیں رکھتا۔ اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہِ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اُس کے حق میں رحمت ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کر دے۔ جو شخص کہ روزے سے محروم رہتا ہے مگر اُس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا۔ اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے۔ بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو۔ تو خدا تعالیٰ اُسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔ یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر (اپنے نفس کی کسل کی وجہ سے) روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا شخص جو خدا تعالیٰ کی نعمت کو خود اپنے اُوپر گراں گمان کرتا ہے، کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور میں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور میں روزہ رکھوں۔ اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے۔ اس دُنیا میں بہت لوگ بہانہ جُو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جس طرح اہلِ دُنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خُدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جُو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کرتے ہیں۔ اور تکلفات شامل کر کے اِن مسائل کو صحیح گردانتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ صحیح نہیں۔ تکلفات کا باب بہت وسیع ہے۔ اگر انسان چاہے تو اس (تکلّف) کی رُو سے ساری عُمر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے۔ اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے۔ مگر خدا تعالیٰ اُس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے ...... جو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں۔ لیکن خُدا تعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شَے نہیں۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۵۷ تا ۲۶۰)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان

لا اِلٰہ اِلّا اللہ محمّد رسول اللہ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۸ تبلیغ ۱۳۷۲ ہش

حقوق اور اُن کی حدود

یہ بات عیاں حقیقت ہے کہ جب ہم اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے بعد اپنے حقوق کو حاصل کرتے ہیں تو اس کا صاف اور سیدھا مطلب یہ بنتا ہے کہ ہم اپنے حقوق کے حاصل کرنے میں کسی دوسرے کے حقوق کا گلا نہیں دباتے اور اس صورت میں کسی طور پر بھی معاشرہ عدمِ توازن کا شکار نہیں ہوتا۔ اور یہی حقیقت حق کے معنوں میں بھی شامل ہے۔ یعنی حق ایسی سچی اور حقیقت پر مبنی بات کو کہتے ہیں جس میں انصاف کے صحت بخش تقاضوں کو مدِ نظر رکھا گیا ہو۔ اس لحاظ سے یہ بات نہایت ضروری ہوئی کہ جب ہم اپنے حق یا حقوق کی بات کریں تو وہ اس قدر صاف اور سچ پر مبنی ہو کہ انصاف کے ترازو پر پُورا اُتر سکے۔ حق کے ان معنوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اگر ہم حقوق کا مطالبہ کریں تو صاف نظر آتا ہے کہ اس مطالبہ سے قبل ہمارے سامنے ذمہ داریوں اور فرائض کا ایک عظیم پہاڑ کھڑا ہے۔ جس کی چوٹیوں کو سر کرکے ہی ہم اپنے حقوق کے حقدار ٹھہرتے ہیں۔

لیکن آج کے دَور کی بد قسمتی یہ ہے کہ ہم نے اپنے حقوق کا حصُول یہ سمجھ لیا ہے کہ ہر وہ چیز جس سے ہمارے نفس کو فائدہ پہنچے وہ ہر صُورت میں ہم نے حاصل کرنی ہے خواہ اس کے نتیجہ میں کسی دُوسرے کے حقوق پامال ہی کیوں نہ ہو جائیں۔ پھر جب ایسی نفس پرستی انسان اور اس کے مطالبات کے درمیان حائل ہو جاتی ہے تو وہ ہر ناجائز حق کے حاصل کرنے کے لئے بھی ہر طرح کے ہتھکنڈوں کا استعمال کرتا ہے بالآخر پھر بات اس مقام پر آکر ٹھہرتی ہے کہ اس ناجائز اور حرام کام کے لئے تشدد و بربریت کے خطرناک ہتھیاروں کا بھی استعمال ہوتا ہے۔ ایسا فعل اگر ایک انسان کرے تو اس کے بِالمقابل دوسرے انسان کی زندگی خطرات میں گھر جاتی ہے اور اگر ایک قوم ایسے مذمُوم و قبیح افعال کی مرتکب ہو تو اس کے نتیجہ میں عصبیت و تعصب کی زہریلی ہوا پُورے معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

اِس موقع پر تصویر کا ایک دُوسرا رُخ بھی سامنے اُبھرتا ہے۔ یعنی اگر کوئی جائز حقدار ہو اور ہم اس کے حقوق ادا نہ کریں تو اس کے نتیجہ میں بھی حقدار معاشرے کے امن و چین کو برباد کر دیتا ہے اور اگر حقدار ناسمجھ ہو اور حصولِ حقوق کے لئے عقل کے دامن کو ہاتھ سے چھوڑ دے تو پھر ایسی صورت کو سنبھالنا بعض دفعہ بس کی بات نہیں رہتی۔

آج کے معاشرے کو نظر میں رکھتے ہُوئے اگر حقُوق کی بات کی جائے تو اس بے صبرے معاشرہ میں حقوق کے حاصل کرنے والے ہر طرح کے لوگ نظر آئیں گے۔ وہ بھی جو ناجائز طور پر اپنے حقوق حاصل کرنا چاہتے ہیں اور وہ بھی جن کے جائز حقوق کو دبا دیا گیا ہے۔ یہ چیز وطنِ عزیز ہندوستان میں بھی ہے۔ اور ہندوستان سے باہر کی دنیا بھی اس مُوذی مرض کا شکار ہے۔ اس دُنیا میں چلتے پھرتے اکثر حقوق حاصل کرنے والے آپ کو ایسے بھی نظر آئیں گے جو صرف حقوق تو حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن اپنی ذمہ داریوں سے آشنا نہیں، اور مُنہ لٹکائے ہوئے ایسی بھی اُداس شکلیں ملیں گی جنہیں اُن کے جائز حقوق سے محرُوم کر دیا گیا ہے۔

کسی بھی کارخانے کے مزدُور اگر اپنی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کریں تو مالک کو ہر صورت میں اُن کے جائز حقُوق کی ادائیگی کرنی چاہیئے۔ ایسی صورت میں سٹرائیک کرنے، فیکٹری کے کام کو بند کرنے یا توڑ پھوڑ کرنے کا سوال ہی نہیں اُٹھنا چاہیئے۔ لیکن اگر مزدور اپنے فرائض کی صحیح طور پر ادائیگی نہ کریں اور باوجود اس کے نہ صرف حقوق کا مطالبہ کریں بلکہ اپنے مطالبات میں تشدد کا پہلو بھی رکھیں تو مزدوروں کا یہ فعل ہرگز قابلِ تحسین نہیں ہوگا۔ اِس ضمن میں سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم نے نہایت بے نظیر تعلیم دی ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں اَعْطُوا الْاَجِیْرَ اَجْرَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّجِفَّ عَرَقُہٗ۔ (ابن ماجہ)

یعنی مزدور کو اس کا پسینہ خُشک ہونے سے قبل ہی اُجرت دے دو۔ مانگنے اور مطالبہ کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آنی چاہیئے۔ اس چھوٹی سی لیکن جامع و مانع حدیث مبارک میں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے مالک و مزدُور کے مقدس رشتہ کا نہایت حسین نقشہ کھینچا ہے۔ ایک طرف آپ نے مالک کو مزدُور کی جائز اُجرت اس کا مطالبہ کرنے سے پہلے ہی دینے کا ارشاد فرمایا تو دُوسری طرف مزدُور کو بھی اس میں نہایت حکیمانہ نصیحت ہے کہ تمُ مزدوری کی ذمہ داری ادا کرنے کے بعد اور اپنا پسینہ بہانے کے بعد ہی اپنے حقوق کے حقدار ٹھہرتے ہو۔

ادائیگیٔ حقوق کے تعلق میں رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حکیمانہ نصیحت جہاں تجارت کی دنیا میں صادق آتی ہے بالکل اسی طرح سیاست کی دُنیا پر بھی حاوی ہے جہاں حاکم ومحکوم کی ذمہ داریوں اور عدل و انصاف کے قیام کا سوال اُٹھتا ہے۔ سیاست کی دُنیا میں جہاں تک ادائیگیٔ حقوق اور عدل و انصاف کے قیام کا سوال ہے، عام طور پر ان لوگوں کے حقوق کی ادائیگی تو طوعاً و کرہاً کر دی جاتی ہے جو اکثریت میں ہوں یا اکثریت میں نہ ہو کر بھی ان کی کوئی حقیقت ہو۔ لیکن ایسے لوگ جو بھاری اقلیت میں ہوں یا معاشرے میں اُن کا کوئی مناسب مقام نہ سمجھا جاتا ہو، اُن کے جائز حقوق تو درکنار بعض دفعہ اکثریت کے ظلموں سے انہیں چُھٹکارا دلانے میں بھی ہچکچاہٹ محسوس کی جاتی ہے۔ حق تلفی کے اس پردہ میں بعض دفعہ اکثریت کے ووٹ آڑے آجاتے ہیں اور بعض دفعہ حکمران کسی اور ناجائز حکمتِ عملی کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ بات نہایت سنجیدگی سے لی جانی چاہیئے کہ معاشرے کے اس طرح کے کمزور انسانوں کی حق تلفی ہی دراصل معاشرے کے زوال کا سبب بن جاتی ہے۔ اس لحاظ سے ہمارے معاشرے کے ذمہ دار افراد کو معاشرے کے معصوم و محروم لوگوں کے حقوق کی طرف اکثریت کی نسبت کہیں بڑھ کر دھیان دینا چاہیئے خواہ وہ پاکستان میں مظلوم احمدیہ مُسلم فِرقہ ہو یا ہندوستان میں مظلوم مسلمان ہوں۔

یاد رکھیئے! کہ حق تلفی کا یہ سیلاب اور مظالم کی یہ داستانیں تب تک جاری رہیں گی جب تک سیاسی حکمران اپنے دل و دماغ میں یہ بات نہیں بٹھا لیتے کہ وہ اپنی سیاست، اپنی کُرسی اور اپنے تمام تر مفادات پر عدل و انصاف کو ہر صورت میں ترجیح دیں گے۔

کاش! اہلِ دُنیا کو وہ دِن دیکھنا نصیب ہو!

(مُنیر احمد خادم)

حدیث قدسی

رمضان کی فضیلت و برکت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

" اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آدمی کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزے کے کہ روزہ میرے لئے ہے اور مَیں ہی اس کا ثواب عطا کرتا ہُوں۔ روزہ ڈھال ہے۔ پس تمُ میں سے کسی شخص کا جب روزے کا دِن ہو تو اُسے چاہیئے کہ وہ بیہودہ نہ بکے، نہ شور و غل کرے۔ اور اگر کوئی اُسے گالی دے یا اس سے لڑائی کرے تو وہ کہہ دے مَیں روزے سے ہوں۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قُدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے روزہ دار کے مُنہ کی بُو (جو معدہ خالی ہونے سے بعض دفعہ پیدا ہو جاتی ہے) اللہ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔"

(متفق علیہ)

"جو شخص پنجگانہ نماز کا اِلتزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔"

(فرمان حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

خطبہ جمعہ

اللہ تمام کائنات میں قدرِ واحد ہے اور اس وحدت کا تقاضا ہے کہ عالمی اخوت کی تعلیم دی جائے

محبت کو ہم نے انسانوں کو اکٹھا کرنے کیلئے استعمال کرنا ہے اسی کی محبت کے رشتہ میں سب دنیا کے انسانوں کو باندھنا ہے

یہ ہمارا مقصدِ اعلیٰ ہے جسکی خاطر ہم پیدا کئے گئے ہیں اور اس مقصد کو پورا کئے بغیر جماعت احمدیہ کی تعمیر کی غرض پوری نہیں ہوتی

از سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۵؍ صلح (جنوری) ۱۳۷۲ ہش (۱۹۹۳ء) بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

جب سے

ٹیلی ویژن کے ذریعہ جماعت احمدیہ عالمگیر سے رابطہ

قائم ہوا ہے جمعہ جو پہلے ہی پیارا لگا کرتا تھا اور بھی زیادہ پیارا لگنے لگ گیا ہے اور صرف میرا خیال نہیں سب دنیا میں تمام جماعت احمدیہ کے افراد، مردوں، عورتوں، بڑوں، چھوٹوں کا ایک ہی حال ہے کثرت سے ایسے خط مل رہے ہیں جن میں وہ لکھتے ہیں کہ ہمیں تو اب جمعہ کا ایسا انتظار رہنے لگا ہے جیسے پہلے کبھی نہیں تھا یہ تعلق دو طرفہ ہے۔ یکطرفہ نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں اس پہلو سے بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ یہ جماعت بے مثل ہے دنیا کی کوئی جماعت ایسے گہرے دو طرفہ تعلق کی کوئی مثال دنیا میں پیش نہیں کر سکتی اور پھر اتنے وسیع پیمانہ پر کہ پانچ براعظموں میں ۱۳۰ سے زائد ملکوں میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جمعہ کے دن جس محبت سے بیک وقت احمدی دل دھڑک رہے ہوتے ہیں یہ ایک عجیب نشان ہے جو اس دور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے حق میں ظاہر ہوا ہے کیونکہ کوئی جھوٹا عالمی پیمانے پر انسانوں کی للّٰہی محبت کرنے والی جماعت پیدا نہیں کر سکتا۔ یہ ناممکن ہے للّٰہی محبت کی کچھ اور تشریح بھی ضروری ہے میں جب جمعہ پر آتا ہوں اور میں اپنی چشم تصور سے دیکھ رہا ہوتا ہوں کہ فلاں جگہ احمدی دیکھ رہے ہونگے۔ فلاں جگہ دیکھ رہے ہونگے۔ ربوہ میں فلاں فلاں جگہ اس طرح لوگ اکٹھے ہوں گے۔ احمد نگر میں وہ غیر احمدی زمیندار بھی جنہوں نے آنکھیں پھیر لی تھیں اور تعلق توڑ لئے تھے۔ وہ بھی وہاں اکٹھے ہو گئے ہونگے اور لالی قوم سے اگرچہ بہت تعلقات تھے لیکن آنکھیں پھیرنے میں بھی یہ بڑی ماہر ہے اور ان کی لالی سرخی کی لالی کی طرح ہونٹوں پر اور گالوں پر رہتی ہے دل پر اثر نہیں کرتی لیکن اب سنا ہے وہ بھی آ لیے لگ گئے ہیں اور وہاں ایک بہت غریب سے آدمی لالہ تھے۔ ایک اچھے با اثر انسان کے باپ لیکن خود غریب وہ تو شاید فوت ہو چکے ہیں لیکن یہ سارے لوگ چشم تصور میں سامنے آتے ہیں ہمارا رحمان جو احمد نگر میں میرے فارم پر کام کیا کرتا تھا اس کو بھی کوئی پکڑ کر لائے اور کسی دن دکھائے کیونکہ اس کا ایک دفعہ خط ملا تھا کہ میں تو ترس گیا ہوں آپ ضرور واپس آئیں وہ کافی بوڑھا ہو چکا ہے پھر ایک شاید بابا معراج موچی ہوا کرتے تھے جو لائبریری کے باہر بیٹھا کرتے تھے ان سے محبت کا بہت دیرینہ تعلق تھا۔ وہاں سے سائیکل پر جاتا تھا تو ہر دفعہ تو نہیں مگر اکثر رک لیا کرتے تھے اور جب تک ... مل کر سلام کر کے نہ گذروں وہ ٹیکس ادا

کئے بغیر مجھے جانے نہیں دیتے تھے وہ تو اب فوت ہو گئے ہیں لیکن ایسے کئی تھے جو اب اکٹھے ہو رہے ہونگے اور اس وقت دیکھ رہے ہونگے تو یہ جو للّٰہی تعلق ہے اس کی کوئی مثال نہیں ہے اور للّٰہی تعلق کے متعلق یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ یہ تعلق جس سے ہو وہاں ٹھہر نہیں جاتا بلکہ خدا کی خاطر ہے آخر خدا تک پہنچتا ہے اس لئے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ کی تعلیم دی ہے جو پیر ہیں ان سے تو یہ تعلق ہوتا ہے کہ پیر کے پاس پہنچا اور اسی کا ہو رہا لیکن جو محبت اللہ کے لئے ہوتی ہے۔ وہ قبلہ نما رنگ اختیار کر جاتی ہے۔ جس سے پیار ہو تو چونکہ وہ اللہ کی خاطر ہوتا ہے اس لئے وہاں کھڑا نہیں ہو جایا کرتا بلکہ اس سے آگے اس سے اوپر کے درجہ کے اللہ والوں کی طرف وہ پیار بڑھتا اور پھر ان سے ہوتا ہوا آخر خدا پر جا کر منتج ہوتا ہے پس وہ محبت جو مجھ سے ہے وہ میری ذات سے نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے اس زمانہ میں یہ محبت پیدا ہوئی۔ پس مجھ سے آگے سفر کرتی ہے میرے دل پر ایک نقش یا چھوڑ جاتی ہے جو مجھے بہت پیارا ہے لیکن مسیح موعود علیہ السلام تک پہنچتی ہے۔ اور آپ کے دل پر نقش چھوڑتی ہوئی پھر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تک پہنچتی ہے اور آپ وسیلہ ہیں اور قرآن کریم جو وسیلہ فرمایا تو مطلب یہ ہے کہ کسی محبت کو بھی اپنی ذات تک نہیں رہنے دیتے تھے خدا کی امانت تھی اور وہ محبت وہاں سے رخصت ہو کر اپنے پیار کا اظہار پیچھے چھوڑتے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہو جاتی تھی تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ[1] بھی دراصل اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ کی ایک تفسیر ہے پس جماعت احمدیہ کو جو یہ محبت ہے ایسی محبت دنیا میں کسی کو کسی سے نہیں ایک عجیب عالمگیر منظر ہے جس کی کوئی مثال کہیں دکھائی نہیں دیتی اور اسی محبت کو ہم نے انسانوں کو اکٹھا کرنے کے لئے استعمال کرنا ہے۔ اسی کی محبت کے رشتہ میں سب دنیا کے انسانوں کو باندھنا ہے یہ ہمارا مقصد اعلیٰ ہے جس کی خاطر ہم پیدا کئے گئے اور اس مقصد کو پورا کئے بغیر جماعت احمدیہ کی تعمیر کی غرض پوری نہیں ہوتی۔ اور یہ انشاء اللہ ہو کر رہے گا۔ پس محبتوں کو پھیلاتے رہیں اور للّٰہی محبتوں کو پھیلاتے رہیں۔

اس ضمن میں میں خصوصیت سے

اہلِ ربوہ اور پاکستان

کے ان دیہات کو جن کے متعلق رپورٹیں مل رہی ہیں کہ دن بدن شوق بڑھ رہے ہیں اور ذاتی ANTENAS بھی لگ رہے ہیں

[1] سورۃ البقرہ آیت ۱۵۷

اور جماعتی بھی لگ رہے ہیں۔ ایسے لوگ جنہوں نے مقامی خطبہ جمعہ بھی چھوڑ دئے تھے۔ وہ دوڑ دوڑ کر آتے ہیں اور وہ جو احمدیت کے کنارے تک پہنچ گئے تھے وہ تیزی سے مرکز کی طرف بڑھ رہے ہیں جب یہ رپورٹیں ملتی ہیں تو میرا دل چاہتا ہے کہ یہ تعلق اور بھی بڑھیں اس لئے میں جماعت کو تاکید کرتا ہوں کہ کثرت سے کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ احمدی خواہ مجبوراً کی خاطر ہی آجائیں ایک دو دفعہ آجائیں تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ وہ یہیں کے ہو رہینگے پھر واپس نہیں جائیں گے اب بھی ربوہ سے جو رپورٹ مل رہی ہے اس کے مطابق جتنی تعداد میں جمعہ پر پہنچا کرتے تھے اس سے زیادہ تعداد میں اب یہاں آنے لگے ہیں لیکن للّٰہی محبت کی خاطر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر یہ لوگ جمعہ پر نہ جانا شروع کریں تو میرا دل خوش نہیں ہوگا یہ بھی خطبہ ہے یہ بھی دین کا کام ہے دین سے محبت کی خاطر اگر آئیں اور دین کے فرض سے غافل ہو جائیں تو یہ میرے لئے خوشی کی نہیں بلکہ سخت فکر کی بات ہوگی اور اس میں مخفی شرک کا ایک پہلو مجھے دکھائی دے گا اور واقعتہً اگر ہم اپنے نفوس کا تجزیہ کریں تو اس طرح ہم اپنی نیتّوں کو پہچان سکتے ہیں پاک نام پر نیتیں چلتی ہیں لیکن بعض دفعہ بدیاں ساتھ لئے ہوئے ہوتی ہیں۔ پس دنیا میں جہاں بھی کوئی احمدی میری محبت کی خاطر جو آغاز ہے انجام نہیں خدا کی طرف حرکت کی ایک منزل ہے آخری منزل نہیں اس وجہ سے خطبوں پر آنے شروع ہوئے ہیں اب ان کو اپنی للّٰہی محبت ثابت کرنے کی خاطر ہر نیکی کے کام پر لازماً پہنچنا ہوگا۔ جمعہ سے شروع کریں اور پھر پانچ نمازوں پر مسجدوں میں حاضری دیں تب میرا سینہ ٹھنڈا ہوگا۔ تب یہ ساری عالمگیر جماعت واقعۃً للّٰہی محبت کرنے والی جماعت شمار ہوگی۔ یعنی خدا کے حضور ایک للّٰہی محبت کرنے والی جماعت لکھی جائیگی میں جانتا ہوں انسانوں میں کمزوریاں ہیں مختلف قسم کے درجے ہیں اور نیکی ایک دم دل میں جڑ نہیں پکڑ جایا کرتی بیج اگر اخلاص کے ساتھ بویا جائے اور اس کی آبیاری کی جائے اور نیکی کے بیج کی آبیاری دعاؤں اور آنسوؤں کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ تو پھر نیکی بڑھتی ہے، پھلتی ہے، پھولتی ہے۔ اور پھیلتی ہے اور درخت بنتی ہے جس کی شاخیں بعض دفعہ ایک ایک درخت کی شاخیں عالمگیر ہو جاتی ہیں تو یہ وہ بیج ہے جو اب دلوں میں بوئے جا رہے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت ان کی آبیاری اپنی دعاؤں سے اور آنسوؤں بھری دعاؤں سے کرے گی۔

اس کے بعد میں

عالمِ اسلام کے لئے ایک تحریک

کرنا چاہتا ہوں۔ عالمِ اسلام پر بہت سخت دن ہیں اور ایک مصیبت کے بعد دوسری مصیبت کھڑی ہو جاتی ہے۔ ہندوستان پر نظر ڈالیں تو اس طرح ظالمانہ طور پر مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے اور گھروں سے بے گھر کئے جا رہے ہیں۔ لوٹے جا رہے ہیں اور ہر طرح کے مصائب اور مظالم ان پر روا رکھے جا رہے ہیں۔ ایسی دردناک کہانیاں ہیں جو اخباروں سے بہت زیادہ اُن آنکھوں دیکھے حالات کی صورت میں مجھ تک پہنچ رہی ہیں جو احمدی خطوں میں بھیج رہے ہیں۔ وہ روئیداد جو انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی کس طرح واقعات ہوئے۔ کس طرح غریبوں کے بچے آگوں میں پھینکے گئے۔ کس طرح تلاش کر کر کے مسلمانوں کو مارا گیا۔ کس طرح ہندوستانی فوج اور پولیس نے کرفیو لگا کر مسلمانوں کو نہتہ کیا اور غیروں کو موقعہ دیا کہ وہ حملہ کریں اور گھروں کی نشاندہی کی گئی بہت ہی دردناک اور خطرناک واقعات ہیں جن کو پڑھتے ہوئے روح پگھلتی اور آستانہ الوہیت پر پانی بن بن کر گرتی ہے اور کچھ پیش نہیں جاتی بے اختیاری کا عالم ہے۔ سوائے دعا کے اور کوئی صورت نہیں ہے کہ ہم ان بھائیوں کی کوئی مدد کر سکیں پھر

جب بوسنیا پر نظر پڑتی ہے۔

تو اتنا دردناک منظر ہے کہ یہاں ہندوستان میں تو ۱۱ کروڑ سے بھی زائد مسلمان ہیں اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا تھا کہ اگر سارے ہندوستان کے ہندو مل کر بھی فیصلہ کریں کہ ان کو ہندوستان سے ملیا میٹ کر دیا ہے تو نہیں کر سکیں گے۔ یہ ناممکن ہے اتنی بڑی بڑی عظیم قومیں اس طرح مٹا نہیں کرتیں اس لئے آپ نے فرمایا کہ صلح کے ساتھ، محبت کے ساتھ، انسانی قدروں کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ رہنا سیکھو۔ تمہارا اپنا فائدہ ہے۔ ملک کا فائدہ ہوگا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ نصیحت آج سے قریباً ۸۰ برس پہلے یا اس کے لگ بھگ ہوئی کیونکہ یہ آخری پیغام صلح تھا۔ جس میں آپ نے یہ نصیحت فرمائی اور جو آپ کی وفات کے بعد رسالہ کی صورت میں شائع ہوا۔ تو سوال یہ ہے کہ ہندوستان میں تو نہیں مٹائے جا سکتے نہ انشاء اللہ مٹائے جا سکیں گے لیکن بوسنیا میں تو یہ خطرہ بھی لاحق ہو گیا ہے۔ کہ بوسن مسلمان قوم کو بوسنیا کے ملک سے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے اور یورپ میں ٹرکی کے ایک کنارے کے علاوہ جو تنہا ایک اسلامی حکومت رہ گئی ہے اس کو یورپ کے نقشے سے مٹا دیا جائے لیکن۔ یہاں بھی آپ اعداد و شمار کی صورت میں جو واقعات اخباروں میں پڑھتے ہیں وہ اور بات ہے اور جو قصے جو بوسنین سناتے ہیں اپنی آنکھوں دیکھے حال بتاتے ہیں ان کو سننا بالکل ایک اور بات ہے سارے یورپ میں جماعت احمدیہ کا بوسنیا کے مہاجروں سے رابطہ ہے اور بڑھ رہا ہے اور اس قدر وہ پیار کے بھوکے ہیں کہ محض محبت کے ساتھ ان سے ملنے جانا ہی ان کے لئے ایک عجیب واقعہ ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ساری انسانیت کے دھتکارے ہوئے لوگ ہیں اور جو واقعات وہ سناتے ہیں اور جس طرح پورے پورے خاندان ختم کئے گئے ہیں اور بعض انتہائی بہیمانہ حرکتیں ماؤں اور باپوں کے سامنے ان کی اولادوں سے کی گئیں وہ ایسی کہانیاں ہیں کہ ان کا کم سے کم میرے لئے کچھ دیر سننا بھی ناممکن ہے۔ پڑھنا بھی ناممکن ہے۔ کچھ دیر میں پڑھتا ہوں اور اس کے بعد اعصاب جواب دے جاتے ہیں۔ ناممکن ہو جاتا ہے کہ مزید اس بات کو پڑھ سکوں یا جو لوگ واقعات سناتے ہیں۔ ان سے مزید سن سکوں ان کو میں روک دیتا ہوں لیکن ایک ایسی ویڈیو ملی ہے جس کی میں ان لوگوں سے اجازت لے رہا ہوں جن لوگوں نے وہ ویڈیو بنائی ہے اگر وہ ہمیں اجازت دیں تو ہم جماعت کے ذریعہ ساری دنیا میں تمام دنیا کے انسانوں کو وہ ویڈیو دکھائیں اور بتائیں کہ کسقدر خوفناک ظالمانہ کاروائیاں مسلمانوں کے خلاف روا رکھی جا رہی ہیں اور یورپ صرف باتیں کر رہا ہے۔ امریکہ صرف زبانی ہمدردی کے قصے کر رہا ہے ایک طرف یہ عالم ہے دوسری طرف

عراق پر جو گزر رہی ہے

عراق کے خلاف نہایت ذلت آمیز سلوک یونائیٹڈ نیشنز کے نام پر بار بار ہو رہا ہے۔ اگر اس کا سب سے بڑا جرم قرار دیا جائے تو اس کا ایٹم بم بنانے کی کوشش کرنا ہے اور اسرائیل نے ایٹم بم کے اتنے ہتھیار جمع کر رکھے ہیں اور اتنے خوفناک ہیں کہ ایک وقت میں وہ روس کی عظیم طاقت کو چیلنج کر رہا تھا اور روس کو کہہ رہا تھا کہ اگر تم نے ہمیں ترچھی آنکھ سے دیکھا تو تمہارے سارے بڑے شہر ہمارے نشانے پر ہیں۔ لیکن اس طرف سے آنکھیں بند ہیں۔ اگر کہو کہ عراق نے اپنے علاقے کے باشندے مسلمانوں پر ظلم کئے ہیں شیعوں پر ظلم کئے ہیں۔ یا کردوں پر ظلم کئے ہیں تو سوچنے والی بات یہ ہے کہ ان مسلمانوں کی تمہیں ایسی ہمدردی ہو گئی جن کو مٹا کر ملیا میٹ کرنے کا کوئی وہم و گمان بھی نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی ظلم کئے ہیں تو اس سے بہت زیادہ ظلم دوسری جگہوں پر ہر قوم اپنے ہم قوموں سے کر رہی ہے اور کرتی چلی جا رہی ہے۔ سارے عالمی نقشے پر نظر ڈال کر دیکھیں اس وقت وقت

گئی ہے۔ مگر میں ایک کے بعد دوسری مثال دے سکتا ہوں کہ ایک قوم اپنے ہم قوموں ایک ملک اپنے ہم وطنوں سے کیا سلوک کرتا ہے اگر خدا تعالیٰ نے امریکہ کو ساری دنیا کا تھانیدار بنایا ہے تو پھر ہر جگہ پہنچے لیکن بوسنیا ان کو دکھائی نہیں دے رہا۔ بوسنیا میں بھی تو مسلمان بستے ہیں۔ یا ایک حصہ میں بستے تھے جہاں سے کلیۃً نکالے جا چکے ہیں۔ لیکن اس طرف کوئی توجہ نہیں ہے۔ بار بار جو عشق کودتا ہے تو عراق کے شیعوں کا عشق کودتا ہے۔ جو عراق کے علاقے میں ہیں۔ لیکن جو ترکی کے علاقے میں ہیں ان کا کوئی ذکر نہیں حالانکہ میں نے خود یہاں برٹش ٹیلی ویژن پر ترکی کے تابع کردوں سے متعلق فلم دیکھی اس فلم کو دیکھنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کیسے کیسے مظالم ان پر کئے گئے ہیں کہ ان کی تہذیب مٹانے کے لئے اور ان کی ایک الگ زندہ حقیقت کو ہمیشہ کے لئے ان کے ذہنوں سے محو کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اپنی زبان تک بولنے کی اجازت نہیں میں نہیں جانتا کہ وہ باتیں کس حد تک سچی ہیں لیکن مغربی ذرائع ابلاغ نے خود دنیا کو دکھائی ہیں وہاں بھی تو کرد بستے ہیں ایک کرد سے ایسی محبت اور دوسرے کرد سے ایسی دشمنی پھر یونائیٹڈ نیشنز کے خلاف ورزی کا الزام ہے اور بار بار مغرب میں جو ٹیلی ویژن پر آج کل دکھایا جا رہا ہے کہ ہم یہ کیسے برداشت کر سکتے ہیں یونائیٹڈ نیشنز کے وقار کو ٹھوکر لگی ہے اتنا عظیم ادارہ جو اس شان کے ساتھ اب دوبارہ ابھرا ہے۔

اگر اس کے ریزولیوشنز کی اس طرح بار بار تحقیر کی جائے تو اس کے وقار کو ٹھوکر لگے گی۔ لیکن صدام باز نہیں آرہا۔ ایک کے بعد دوسری گستاخی، دوسری کے بعد تیسری گستاخی اور اسرائیل نے جو ایسی گستاخیاں کیں اور ایسے ایسے ریزولیوشنز کو اس نے پاؤں کی ٹھوکر کے ساتھ دھتکارا ہے۔ جیسے کوئی انسان ذلیل کتے کو جوتی کے ساتھ مارتا ہے اور اس نے کہا کہ مجھے تمہاری کوئی بھی پرواہ نہیں ہے کرتے جاؤ ریزولیوشنز میں قبول نہیں کروں گا لیکن یونائیٹڈ نیشنز کی غیرت وہاں نہیں کودی نہ جاگی نہ اس میں کوئی حرکت، کوئی تموج پیدا ہوا اور امریکہ ان باتوں کی طرف جانتے ہوئے بھی دھیان نہیں کرتا اس طرف نگاہ ہی نہیں جا رہی یہ سارے مظالم دن بدن عالم اسلام کو جنگل میں جکڑتے چلے جا رہے ہیں اور بے حسی کا یہ عالم ہے کہ مسلمان لیڈر ان ظالموں کے ساتھ ہیں جو مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہیں اور کوئی غیرت نہیں ہے جو ان کے دلوں کو جھنجھوڑ سکے۔ ان کے ضمیر کو بیدار کرے لیکن سوال صرف یہ نہیں ہے سوال عقل کا ہے جہاں غیرت ہے وہاں عقل کا فقدان ہے اس قدر بیہودہ اور بیوقوفوں والا رد عمل دکھایا جاتا ہے کہ جس کی اسلام اجازت نہیں دیتا اور جس کے نتیجہ میں لازماً مزید نقصان پہنچتا ہے میں نے اپنے ایک خطبہ میں نصیحت کی تھی کہ اپنے اپنے ملکوں میں اسلامی حکومت، اسلامی حکومت کا نام چھوڑ دو اور اسلام نے

انصاف کی حکومت

کا جو تصور پیش کیا ہے اس کو پکڑو ورنہ پھر دوسرے ممالک میں ہندو ازم کی حکومتیں اور عیسائی مذہب کی حکومتیں جب قائم ہونا شروع ہو جائیں گی تو مسلمانوں کو کہیں کوئی جگہ نہیں ملے گی۔ لیکن کوئی توجہ نہیں کی جاتی اور واقعہ یہ ہے کہ اس احمقانہ رجحان کو لازماً نتیجہ ہوگا۔ مذہب خدا کی طرف سے ہے اور اسلام سب سے زیادہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ تمام مذاہب خدا کی طرف سے ہیں۔ ناممکن ہے کہ مذہب سچا ہو اور مذہب کے نام پر دوسرے انسانوں سے تفریق کی اجازت دے اس لئے جتنے مذاہب ہیں سب نے آغاز پر انسانیت کی تعلیم دی ہے۔ انصاف کی تعلیم دی ہے لیکن مذہب کے نام پر غیر مذاہب سے تعلق رکھنے والے انسانوں کو قتل کرنا، ان کی عزتیں لوٹنا۔ ان کی جان مال کو نقصان پہنچانا یہ تو شیطانی تعلیم ہے مذہبی تعلیم ہے ہی نہیں۔ پس مذہب کے نام پر ایسی حکومت جو دوسرے انسان کے حق غصب کرنے کی تعلیم دیتی ہو وہ غیر مذہبی، غیر اسلامی، غیر اصلاحی حکومت ہے۔ اسی کا نام شیطانی حکومت ہوتا ہے پس جہاں بھی آپ مذہب کو غلط سمجھے ہیں وہ آپ کی سمجھ کا قصور ہے۔ لیکن ایک راہنما اصول ہے جو کبھی دھوکہ نہیں دے سکتا کبھی لغزش نہیں کھا سکتا الغرض تمام کائنات میں قدر واحد ہے جس کے رشتے سے تمام رشتے درست ہو سکتے ہیں اس رشتہ کو اگر نظر انداز کر دیں تو سب رشتوں میں زہر گھولے جائیں اور اس وحدت کا تقاضہ یہ ہے کہ عالمی انصاف کی تعلیم دی جائے جو نہ ملکوں کو جانتا ہو۔ نہ مذاہب کو جانتا ہو نہ رنگوں کو جانتا ہو۔ نہ نسلوں کو جانتا ہو تمام دنیا میں قدر واحد ہو اور خدائے واحد و یگانہ کے نام پر انصاف کی تعلیم دی جائے اس انصاف کو سمجھا جائے اور اسے خدا کے نام پر حکومتوں میں نافذ کیا جائے تو یہ ایک ایسی تعلیم ہے جو تمام دنیا کے ہر مذہب کو قابل قبول ہونی چاہیئے۔ کوئی منطقی دلیل، کوئی جذباتی دلیل اس کے خلاف چل ہی نہیں سکتی۔ پس پاکستان میں عدل کی حکومت قائم کریں۔ سعودی عرب میں عدل کی حکومت قائم کریں۔ ایران میں عدل کی حکومت قائم کریں۔ اور پھر دنیا کو اس نام پر اپنی حکومتوں کی اپنے طرز حکومت کی اصلاح کی دعوت دیں یہ وہ طریق ہے جس کے نتیجہ میں دنیا میں اصلاح ممکن ہے اس کے بغیر تو جو فساد چل پڑے ہیں یہ آگے بڑھیں گے اور چلتے چلے جائیں گے۔ اس ضمن میں میں ایک یہ بات سمجھانی چاہتا ہوں کہ میں نے یہ جتنی باتیں کی ہیں ان کے نتیجہ میں مسلمانوں کے دلوں میں اشتعال پیدا نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اشتعال جہالت ہے۔ اشتعال کے نتیجہ میں عقلیں ماری جاتی ہیں مذہبی رد عمل دکھانا چاہیئے جس کی اسلام نے اجازت دی ہے اور اسلامی تعلیم کا حسن یہ ہے کہ اس میں کوئی تضاد نہیں ہے جیسا کہ خدا کی کائنات میں کوئی تضاد نہیں ویسا ہی خدا کے کلام میں کوئی تضاد نہیں ہے اور تضاد کا نہ ہونا یہ تعلیم کے سچے ہونے کی قطعی نشانی ہے ایک طرف حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ: وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے دوسری طرف ایسے مسائل سامنے آتے ہیں کہ

ایک وطن میں دوسرے اہل وطن کے خلاف ظلم

ہو رہا ہے ایک مذہب دوسرے مذہب پر ظلم کر رہا ہے وہاں آپس کے ان جھگڑوں کا فیصلہ کس اصول پر ہوگا کیا وطن کی محبت کا یہ تقاضا ہے کہ ظالموں کا ساتھ دیا جائے یا اگر ظالموں کا ساتھ نہ دیا جائے اور مظلوموں کا دیا جائے تو کیا یہ بات وطن سے غداری کے مترادف ہوگی یہ بڑے گمبھیر مسائل ہیں جو دنیا کے حالات پر نظر ڈالنے سے خود بخود اٹھ کر نظر کے سامنے آتے ہیں اسلام جو یہ کہتا ہے کہ وطن کی محبت تمہارے ایمان کا حصہ ہے تو دیکھنا یہ ہے کہ وہ ان مسائل سے کیسے نپٹتا ہے۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کا یہ ارشاد میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جس میں ان سب مسائل کی کنجی موجود ہے آپ نے فرمایا کہ اپنے بھائی سے محبت کرو اور اس کی مدد کرو۔ اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا۔ اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو خواہ وہ مظلوم ہو اب یہ سن کر ایک دم انسان کا ضمیر چونکا جاتا ہے اور فوراً یہ رد عمل پیدا ہوتا ہے کہ ہیں! ظالم کی مدد؟ بھائی کی مدد تو ضروری ہے۔ یہ بات تو سمجھ آجاتی ہے لیکن بھائی ظالم بھی تو ہو سکتا ہے پھر کیا کریں گے۔ ہاں ظالم کی مدد کرو مگر ظالم کی مدد اس کے ظلم سے ہاتھ روک کر کرو۔ کتنی عظیم الشان تعلیم ہے جو عصبیت کی تعلیم کی بجائے اچانک ایک دم عالمگیر ہوتی ہوئی نظر آتی ہے پہلا فقرہ سن کر لگتا تھا کہ عصبیت کی تعلیم دی جا رہی ہے جب اس کی تشریح سنی تو یوں لگا کہ یہ تو ایک حیرت انگیز عالمگیر تعلیم ہے اس کے سوا انسانی مسائل کا حل ممکن ہی نہیں ہے۔

میں نے خدا کے فضل سے دنیا کے بہت سے مذاہب کا مطالعہ کیا ہے مگر ایسا خوبصورت موتی میں نے کسی اور سمندر میں نہیں پایا۔ ایسا عظیم الشان جوہر ہے جو اپنی چمک میں ایسی تابانی رکھتا ہے کہ کل عالم کو روشن کرنے کی استطاعت رکھتا ہے اس تعلیم کو اگر دنیا میں جاری کیا جائے تو وطن کی محبت سے ٹکرائے بغیر انسان کی خدمت کی جا سکتی ہے اور ظلم کے خلاف احتجاج کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً امریکہ کا احمدی جو اس وقت میری بات کو سُن رہا ہے اس سے میں یہ کہوں گا۔ کہ اپنی وطن کی محبت کو قربان نہ کرو لیکن حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اس ارشاد کی تعمیل میں اپنے بھائیوں کے ہاتھ ظلم سے روکنے کے لئے جہاد کرو۔ امریکہ جو غیر قوموں پر ظلم کر رہا ہے۔ اور دن بدن زیادہ رعونت کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ اگر تم اپنے وطن سے محبت کرتے ہو تو سب سے پہلے تمہارا فرض ہے کہ تم امریکہ کے ہاتھ روکنے کی کوشش کرو۔ اگر انگلستان کسی اور ملک پر ظلم کرتا ہے تو انگلستان کے احمدیوں کا فرض ہے اور اولین فرض ہے کہ وہ اس ظلم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور اپنے بھائیوں کو بتائیں کہ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ہمارے ملک پر ظلم کا داغ لگے اور اس طرح ان کے ہاتھ روکنے کی کوشش کریں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اگر باہر سے ہزار آوازیں بلند کی جائیں تو امریکہ پر ایسا اثر نہیں پڑ سکتا جیسا امریکہ سے ایک آواز بلند ہونے پر پڑ سکتا ہے۔ کیونکہ وہاں ابھی جمہوری قدریں زندہ ہیں۔ وہاں آواز کی قیمت ہے مگر بیرونی آواز کی نہیں اندرونی آواز کی قیمت ہے بیرونی آواز کی قیمت تو اس وقت ہوا کرتی ہے جب ایک ملک کمزور ہو جب ملک طاقتور ہو اور اتنا طاقتور ہو جائے کہ طاقت کے نشے میں ہوش گنوا بیٹھے تو باہر کی آواز کی کوئی بھی قدر و قیمت باقی نہیں رہا کرتی پھر اندر کی آواز ہی ہے جو کچھ اثر دکھا سکتی ہے پس یہ امر واقعہ ہے کہ باہر کی ہزار آوازوں میں وہ طاقت نہیں جو امریکہ کی ایک آواز میں ہے۔ وہاں کے احمدیوں کو چاہیئے کہ سارے ملک میں مہم شروع کر دیں۔ اور اپنے اہل وطن کو یہ تضاد کھول کر دکھائیں۔ ان کو کہیں کہ تم نے ہمیں بدنام کر دیا۔ عالم میں ہماری ناک کاٹ دی ہے ہمیں غیر قوموں کو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے کی توفیق باقی نہیں رہی۔ اس لئے ہم سب ان پالیسیوں کے خلاف احتجاج کرتے ہیں ورنہ اگر آئندہ ایسی حکومتیں ووٹ لینے کے لئے آئیں گی تو ان کو ووٹ نہیں دئے جائیں گے طاقت ملی تھی دنیا کے سامنے نیک کام کرنے کی توفیق ملی تھی۔ اور امریکہ کے نام کی عزت بڑھانے کی توفیق ملی تھی۔ ایک نیا عالمی نظام واقعۃً پیدا کرنے کی توفیق ملی تھی یہ ساری توفیقیں ظلم کی بھینٹ چڑھا دی گئیں ذاتی تکبر کے نام پہ قربان کر دی گئیں۔ کتنا بڑا ظلم ہے۔ پس اس ظلم کے خلاف امریکہ کے احمدی کو احتجاج کرنا چاہیئے۔ اور اسی طرح

ہندوستان کے احمدی مسلمان

کو ہندوستانیوں کے ہاتھ ظلم سے روکنے چاہئیں۔ ان کو باقاعدہ ہندوستان کی سطح پر ایک جدوجہد کرنی چاہیئے۔ اور میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ انسانی قدریں واقعۃً مری نہیں ہیں یہ دب جایا کرتی ہیں شرافت کی آواز کا گلا ہمیشہ کے لئے نہیں گھونٹا گیا۔ شرافت کی آواز اندر اندر ضرور بولتی رہتی ہے۔ اندر کے کان سنتے ہیں لیکن باہر آواز نہیں جایا کرتی ایسا ماحول قائم کرنے کی ضرورت ہے کہ شرافت کو تقویت ملے اس کی حوصلہ افزائی ہو وہ آواز جو انسان اندر سے سنتا ہے وہ باہر کے کان بھی سننے لگیں اور اس کے لئے بعض دفعہ قومی حالات کے بدلنے کے نتیجہ میں شرافت کی جرأتیں جاگ جایا کرتی ہیں۔ بعض دفعہ بلا اکثر اوقات اگر بار بار نیکی کی تعلیم دی جائے اور اخبارات میں خطوں کے ذریعہ یا دوسرے مضامین کے ذریعہ یا ریڈیو ٹیلی ویژن پر توفیق ملے تو اس پر اپنے خیالات کے اظہار کے ذریعہ قوم کی آواز پہ اثر انداز ہونے کی کوشش کی جائے اہل قوم کے خیالات پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی جائے تو یہ ذریعہ کامیاب ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے چھوٹے چھوٹے نکتے بیان فرمائے ہیں جو حیرت انگیز طور پر وزن رکھنے والے ہیں۔ اور بہت ہی عظیم نکتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا۔ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى کہ اے محمد تو نصیحت کرتا چلا جا نصیحت کرتا چلا جا۔ کبھی مایوس نہ ہونا ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى: یہ نصیحت ضرور اثر کر کے دکھاتی ہے۔ پس رائے عامہ کو بدلنے کے لئے قومیں جو ارب ہا ارب ڈالر اور سٹرلنگ بہاتی ہیں اور ان کاموں پر اتنی دولتیں ان کاموں پر خرچ کرتی ہیں۔ یہ درحقیقت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اس نکتہ کا پھیلاؤ ہے۔ ایک قطرے سے بنا ہوا سمندر ہے مگر وہ قطرہ ہے کہ جن دلوں کو وہ سمندر بنانے کے لئے آسمان سے اترا تھا۔ ان دلوں نے اسے قبول نہیں کیا۔ غیروں کے دلوں نے ایک ایک دل نے اس کو قبول کیا۔ اور دنیا میں اربوں ایسے انسان ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں لیکن انہوں نے اپنی قومی عظمتیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے حاصل کی ہیں اور بحال رکھی ہیں۔ یہ پروپیگنڈا کی دنیا ہے مگر پروپیگنڈا کی دنیا بد قسمتی سے جھوٹے پروپیگنڈا کی دنیا ہے نصیحت تو مانی لیکن غلط کرنے والی گھونٹ تو پیا۔ لیکن کڑوا کر کے زہر ملا کر پیا۔ ایسا گھونٹ ہے جو بالآخر ان قوموں کو بھی ہلاک کر دے گا۔ غیروں کو اس نے کہاں شفاء بخشنی ہے مگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی نصیحت اگر مسلمان پکڑ کر بیٹھ جاتے اور آج بھی وقت ہے کہ اس کو سمجھیں اور اس کے مطابق ایک عام نصیحت کی مہم جاری کریں اور ہر ملک کے باشندے اپنے ملک سے وفا کا اظہار کرتے اور اس ملک کی راؤں اور اس ملک کے خیالات کی اصلاح کی خاطر ایک مہم جاری کریں، تو جماعت احمدیہ اس دور میں ایک عظیم الشان خدمت کرنے والی ہوگی جو وطن کی بھی خدمت ہوگی۔ انسانیت کی بھی خدمت ہوگی۔ سچائی اور حق کی خدمت ہوگی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دین کی خدمت ہوگی اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے بغیر دنیا درست نہیں ہو سکتی ہم مذکرین کی جماعت ہیں۔ ہم خدائی فوجداروں کی جماعت نہیں ہیں۔ جس تلواریں لے کر دنیا کی اصلاح کا عزم ہے کر نکلنے والوں کو ان کا عزم مبارک ہو۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ ان کے خیال میں جو مبارک عزم ہے وہ خدا کی تقدیر کے نزدیک نامسعود اور نامبارک عزم ہے۔ کیونکہ یہ محمد رسول اللہ کا اسوہ نہیں ہے۔ یہ آپ کے دشمنوں کا نسخہ تھا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو عالمی اصلاح کا جو نسخہ دیا گیا وہ تو یہی ہے کہ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى[1] نصیحت کر اور نصیحت کرتا چلا جا۔ کیونکہ نصیحت ضرور فائدہ پہنچاتی ہے پس تمام عالم کی جماعتوں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ نصیحت کریں اور کثرت سے کریں اس سے پہلے ہم نے انگلستان میں تجربہ کر کے دیکھا تھا اور بہت کامیاب ہوا تھا۔ احمدی بچے۔ عورتیں، احمدی مرد مگر زیادہ تر احمدی خواتین اور بچیوں نے اس میں حصہ لیا۔ اور انگلستان کی رائے عامہ پر اثر انداز ہو کر دکھایا تو احمدی ہر جگہ یہ کام کر سکتے ہیں لیکن اس کے ساتھ میں جو اور اہم تعلیم آپ کو دیتا ہوں وہ

دُعا کی تعلیم

ہے۔ دعا ہی ہے جو کمزوروں کی آواز میں طاقت پیدا کر سکتی ہے۔ دعا ایک ایسی طاقت ہے جو ایک تنکے کو شمشیر کی طاقت عطا کر سکتی ہے۔ اور دعا ہی سے قطرے سمندر بنا کرتے ہیں۔ آپ کی نصیحت کے قطرے بے کار جائیں گے اور اردگرد کی پیاسی زمین ان کو جذب کر کے ان کا نشان بھی باقی نہیں چھوڑے گی۔ ہاں اگر دعا کی برکت ان کو حاصل ہوئی تو پھر ضرور سمندر بنیں گے۔ ضرور کل عالم کی پیاس بجھانے کی صلاحیت حاصل کریں گے

[1] سورہ اعلیٰ آیت ١٠

پس دعاؤں کے ذریعہ اپنے ہم وطنوں کی بھی مدد کریں۔ ظالموں کے ہاتھ روک کر مظلوموں کی بھی مدد کریں اور نصیحت کرتے چلے جائیں تاکہ دنیا میں سچ کا بول بالا ہو اور بالآخر انسان کو عقل آجائے۔ دنیا جتنی ترقی کر چکی ہے اتنا ہی انسان جاہل اور بے عقلا ہو چکا ہے۔ بڑا ہی بیوقوف ہے یہ نفرت سے کیسے مزے حاصل کر سکتے ہیں۔ نفرت تو شیطانی کھیل ہے۔ اس کے نتیجہ میں کوئی حقیقی دائمی لذت مل ہی نہیں سکتی۔ ان کو پتہ ہی نہیں۔ بش صاحب (BUSH) کا اعلان آیا ہے کہ میں چند دن ہوں۔ دیکھنا میں انتقام لیکر چھوڑوں گا۔ کس بات کا انتقام؟ اگر ظلم کا انتقام لینا ہے تو ساری دنیا ظلم سے بھری بیٹھی ہے پھر امریکہ بیٹھے کیا کر رہے ہو۔ نکلو اور ایک ایک ملک سے انتقام لو۔ اب اتنے بڑے ملک کا اتنا عظیم صدر اور کیسی جاہلانہ باتیں کر رہا ہے بیچارہ۔ امریکن احمدیوں کو چاہیئے کہ اس کا ہاتھ بھی ظلم سے روکیں۔ اس کی زبان بھی ظلم سے روکیں۔ اس کو سمجھائیں تو سہی کہ ہمارے بھائی ہم پر یہ ظلم نہ کرو۔ دنیا کے سامنے ہمیں ذلیل اور رسوا نہ کرو۔ انتقام کیسا، کس بناء پر۔ کس برتے پر؟ یہ اسلام کے خلاف عیسائیت کا انتقام ہے یا کسی اور چیز کا؟ اگر عیسائیت کا انتقام ہے تو پھر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تو انتقام نہ لو۔ آپ نے تو اور تعلیم دی تھی۔ آپ نے تو عالمگیر بخشش کی تعلیم دی تھی۔ آپ نے تو یہ تعلیم دی تھی کہ کوئی ایک گال پہ تھپڑ مارے تو دوسرا گال پیش کر دیا کرو۔ تمہیں تو چاہیئے کہ امریکہ کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر صدام کے سامنے پیش کرو کہ یہ ہے ہمارا انتقام جو ہمارے آقا و مولا نے ہمیں سکھایا ہے، بجائے اس کے کہ اس کے حصے بخرے کرنے شروع کرو اور عملاً یہی ہو رہا ہے۔ نقشے بن چکے ہیں حقیقت میں یونائیٹڈ نیشنز کے نام پہ جو غیر معمولی عزتیں دکھائی جا رہی ہیں یہ اس لئے ہیں کہ یہ عراق کے نئے نقشے بنا رہے ہیں اور مغربی قومیں بحیثیت سیاسی وحدت کے تمام دنیا کا اپنے آپ کو مالک سمجھتی ہیں اور ملکیت کے اس تصور میں انہوں نے اپنا یہ پیدائشی حق سمجھا ہوا ہے کہ دنیا میں جتنے چاہیں نئے ملک بنائیں جتنے چاہیں پرانے ملک مٹائیں۔ نئے نقشے بنائیں۔ نئی عمارتیں تعمیر کریں۔ یہ ہمارا حق ہے اور کسی اور کو مجال نہیں ہے کہ وہ اس کے مقابل پر احتجاج بھی کرے تو یہ نقشے بنے ہوئے ہیں۔ وہ آہستہ آہستہ ابھرتے جائیں گے۔ اور ظاہر ہوں گے۔ اس کے بعد دنیا کی حکومتیں ان کو تسلیم کریں گی اور بیوقوف اسلامی حکومتیں (نعوذ باللہ اسلامی حکومت تو بیوقوف ہو ہی نہیں سکتی) جو اسلامی کہلا رہی ہیں اور بیوقوف ہیں وہ آگے بڑھ بڑھ کر صاد کریں گی کہ ہاں ہم تسلیم کرتی ہیں۔ ہم یہ نقشہ تسلیم کرتے ہیں اس طرح نئے ملک ابھارے جائیں گے۔ یہ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن ساتھ ساتھ ان قوموں کو سوچنا چاہیئے کہ الٰہی تقدیر اپنے طور پہ ایک کام کر رہی ہے اور ان چیزوں کے خلاف ردّ عمل پیدا ہو رہے ہیں اور یہ ردّ عمل بڑھتے چلے جائیں گے اور نفرتوں کے جو بیج بوئے جا رہے ہیں ان سے نفرتوں کی کھیتی ضرور پکے گی اور کل عالم کا انسان جو پہلے ہی بیچارہ مصیبتوں میں مبتلا ہے مزید مصیبتوں میں مبتلا کیا جائے گا یہاں تک کہ یہ طرز عمل جو آج دنیا میں اختیار کی جا رہی ہے اگر ثابت شدہ ہو کہ یہ ناانصافی پہ مبنی ہے۔ حق اور انصاف پہ مبنی نہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں دنیا کا امن برباد ہو گا۔ کس طرح ہوگا۔ آج ہوگا یا کل ہوگا۔ یہ باتیں تو ابھی ظاہر ہونگی لیکن میں یہ ایک ایسا قانون بتا رہا ہوں جو سنت اللہ ہے کیونکہ عدل کے بغیر دنیا میں انصاف قائم نہیں ہو سکتا۔ یہ خدا کی سنت ہے جو ہمیشہ سے چلی آ رہی ہے۔ کوئی نہیں ہے جو اس سنت کو تبدیل کر سکے۔ زہر کے بیج بوئے جا رہے ہیں۔ نفرتوں کے بیج بوئے جا رہے ہیں۔ جاپان میں بھی ردّ عمل پیدا ہو رہے ہیں۔ جرمنی میں بھی ردّ عمل پیدا ہو رہے ہیں۔ دوسرے ممالک میں بھی ردّ عمل پیدا ہو رہے ہیں۔ نئی نسلوں کے دلوں سے یہ آواز اٹھ رہی ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ درست نہیں ہے۔ ان کا پروپیگنڈا میڈیا (MEDIA) چاہے اپنی طاقت کی وجہ سے غالب آچکا ہو اور کمزور آوازوں کو اٹھ کر باہر نکلنے کی اور سنائی دینے کی اجازت نہ ہو لیکن دلوں میں تو یہ آوازیں پیدا ہو رہی ہیں اور پھر خیالات بدل جاتے ہیں۔ یہ حالات ایسے ہی نہیں رہا کرتے۔ قانونِ قدرت کے خلاف ایک اور بات یہ ہے کہ دنیا میں ایک طاقت کا نقطہ اکیلا نہیں رہ سکتا۔ یہ انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ یہ سائنسی قوانین کے خلاف بات ہے۔ ان لوگوں کو یہ کیسے سمجھایا جائے جو دنیا کی عقل و دانش کی بلندیوں پر کھڑے باقی دنیا کو بیوقوف اور ذلیل سمجھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم تو عقل و دانش اور علم کی بلندیوں سے بات کر رہے ہیں۔ دنیا کو کیا پتہ عقل کیا ہوتی ہے اور ان کو اتنا بھی نہیں پتہ کہ POLARIZATION (پولرائزیشن) کا جو اصول ہے وہ ایک دائمی اصول ہے اس کو کوئی توڑ نہیں سکتا۔ کوئی کاٹ نہیں سکتا۔ اگر امریکہ نیکی کا پول (POLE) قائم کرتا۔ انصاف کا پول قائم کرتا۔ محبتیں پھیلانے کا POLE قائم کرتا۔ بھوکوں کے پیٹ بھرنے کا اور حقیقت میں غریب انسانیت کی مدد کا POLE قائم کرتا تو اس پول کے مقابل پر لازماً ایسا ہی ایک پول قائم ہو جاتا اور پھر ایک دوسرے سے مسابقت یعنی نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی مسابقت کا ایک دَور چل پڑتا۔ ایک طرف امریکہ دنیا کو جیتنے کے لئے نیکیاں کر رہا ہوتا۔ ایک طرف ایک پول جاپان میں پیدا ہو جاتا اور وہ کوشش کرتا۔ پول سے بجلی کا وہ مرکزی نقطہ مراد ہے جو اپنے اردگرد کھینچتا بھی ہے اور اپنے سے بعض طاقتوں کو دفع بھی کرتا ہے۔ تو نیکی کے پول سے مراد یہ ہے کہ اگر ایسا پول ایک طرف قائم ہو تو مقابل ایک پول ضرور بنے گا خواہ اس کا مرکز یورپ بنتا۔ خواہ اس کا مرکز جاپان بنتا یا چین بنتا۔ ایسا پول بننا لازم تھا۔ اب ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔ نفرتوں کے نتیجہ میں ایک نفرت کا پول دنیا میں دوسری طرف ضرور ظاہر ہوگا۔ اور وہ پول

امریکہ کی نفرت کا پول

ہوگا۔ اس کی بنیادیں جاپان میں ڈالی جا چکی ہیں۔ اس کی بنیادیں چین میں قائم کر دی گئی ہیں۔ درمیانی دنیا کے ملکوں میں بھی یہ نفرت دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ یورپ میں بھی اس کی بنیادیں ڈالی جا چکی ہیں۔ یورپ میں بالغ نظر سیاستدانوں کی ایک کھیپ ہے جو سمجھ رہی ہے کہ امریکہ کی اس قسم کی بالادستی دنیا تسلیم نہیں کر سکتی کہ عدل کا خون کر کے امریکہ کے نام کا غلبہ دنیا پر ہو۔ اس وقت صرف مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے کل دوسروں پہ بھی ہو سکتا ہے اور ہوگا۔ اس لئے پول بنانے والا معاملہ ہے۔ اس میں انسان کو خدا نے یہ اختیار دیا ہے کہ چاہے تو نیکی کے پول بنالو جیسا کہ مسلمانوں کو تعلیم دی کہ

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ[1]

اے محمد رسول اللہ جو کوثر کے مالک ہیں، سب خیرات کے جاری کرنے والے ہیں، ان کے غلامو! ہم تمہیں یہ تعلیم دیتے ہیں کہ نیکیوں میں آگے بڑھنے کا پول قائم کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو دنیا میں جگہ جگہ تمہارے مقابلے، تمہاری رقابت کی خاطر ہی لوگ نیکیوں میں آگے بڑھنا شروع کر دیں گے لیکن آج جو پول قائم ہوا ہے یہ نفرتوں کا پول ہے۔ یہ ظلموں کا پول ہے۔ انصاف کا خون کرنے کا پول ہے۔ ایسا پول اب جگہ جگہ بننے کی کوشش کرے گا۔ نفرتیں کمزور ملکوں میں سینوں میں گھس گھونسیں گی اور بے چینی پیدا کر دیں گی اور جب کبھی پھر عالمی جنگ آئی اس وقت یہ نفرتیں ضرور سر باہر نکالیں گی اور اس وقت امریکہ کو محسوس ہوگا کہ ہم نے آئندہ مستقبل کے لئے کیا آگے بھیجا تھا۔ جاپان میں تو ابھی سے جیسا کہ میں نے بتایا ہے ایک رو چل پڑی ہے۔ اسی طرح خطرہ ہے۔ خطرہ کیا؟ مجھے تو دکھائی دے رہا ہے کہ روس میں بھی ضرور ایسا ہوگا۔ روس کے لئے میں خصوصیت سے دعا کی تحریک کرنا چاہتا ہوں۔ جب ہم روس کہتے ہیں تو ہماری مراد U.S.S.R کی تمام منتشر ریاستیں ہیں یعنی وہ علاقہ جس میں یہ ریاستیں شامل تھیں یا ان میں سے کچھ کٹ چلی ہیں لیکن کبھی روس سے وابستہ تھیں۔ اس سارے علاقہ کو اردو میں روس ہی کہا جاتا ہے اور اسے ہی دوسری قوموں میں بھی U.S.S.R کے نام سے جانا جاتا ہے۔ بلکہ بائبل میں بھی روس کا ہی محاورہ ہے جو دراصل ان ساری قوموں کی اجتماعی طاقت کے لئے استعمال ہوا ہے

[1] سورۃ البقرہ آیت ۱۴۹

روس کے متعلق میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں

کہ یہ خیال دل سے مٹا دیں کہ کمزور ہو گیا اور ٹوٹ گیا۔ یہ دوبارہ ضرور ابھرے گا۔ روس کے اندر طاقت کی وہ اکائیاں موجود ہیں جن میں دھائیاں بننے کی صلاحیتیں موجود ہیں۔ اس وقت آپ کو اکائیاں دکھائی دے رہی ہیں لیکن POTENTIALS میں یہی بات ہوا کرتی ہے کہ POTENTIAL اگر صحیح استعمال ہو تو ایک وقت کے بعد بڑھتا ہے پھولتا پھلتا ہے اور زیادہ ہو جایا کرتا ہے۔ روس میں طاقت کی بڑی بھاری اکائیاں موجود ہیں اور گذشتہ ۷۵ سال اقتصادی غلطیوں کے نتیجہ میں روس کو جو نقصان پہنچا تھا یہ دائمی نقصان نہیں ہے۔ روس نے لازماً ایک بڑی طاقت بن کر ابھرنا ہے، خواہ تمام ریاستیں اکٹھی رہ کر ابھریں یا الگ الگ رہ کر بعد ازاں دوبارہ ایک دوسرے کی طرف GRAVITATE کریں اور ایک دوسرے کی طرف جھکیں اور ایک بڑی وسیع پیمانے کی کنفیڈریشن بنالیں لیکن جو بھی ہوگا اس علاقے کی تقدیر میں دیکھ رہا ہوں کہ آئندہ زمانوں میں اس نے دنیا میں ضرور اہم کردار ادا کرنے ہیں۔ اس لئے میں جماعت کو روس کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اس کے لئے بھی دعائیں کریں کیونکہ اس سے پہلے جب ساری دنیا میں روس کا ہوّا پھیلایا جا رہا تھا اور مغربی پروپیگنڈے کے ذریعہ اس کو دنیا کی سب سے بڑی انسان دشمن طاقت کے طور پر دکھایا جاتا تھا تو اس وقت بھی یہ روس کا ہی فیض تھا کہ غریب ملکوں کو سانس لینے کی آزادی ملی ہوئی تھی۔ چھوٹے ہو کر بڑوں کو للکارنے کی طاقت تھی۔ یہ توفیق تھی کہ اگر ان پر ظلم ہوں تو دنیا میں علی الاعلان کہیں کہ ہم پر ظلم ہو رہا ہے اور روس کی حمایت کا ہوّا تھا جو بڑی بڑی طاقتوں کو، امریکہ کو اور یورپ کی طاقتوں کو اپنے مقام پر رکھتا تھا۔ اُن کی مجال نہیں تھی کہ اپنے مقام سے ہٹ کر آگے بڑھ کر کسی پر مزید ظلم کر سکیں۔ ظلم کے ہاتھ جو چل پڑتے تھے اور وہ تیر جو کمانوں سے نکل چکتے تھے اُن کو بھی واپس لے لیا جاتا تھا۔ مصر میں کیا ہوا۔ اس کی تاریخ آپ کے سامنے ہے۔ سویز کنال کے جھگڑے کے وقت کیا قصہ ہوا اور بعد میں کیا کاروائیاں ہوئیں۔ اُن کی تفصیل بتانے کا تو وقت نہیں لیکن دنیا کے بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو یاد ہوگا اور جن کو یاد نہیں وہ ایک دوسرے سے پوچھ لیں اب مثلاً پاکستان میں ہر ایک کو میں ساری تفصیل تو نہیں بتا سکتا لیکن جمعہ کے بعد باتیں ہونگی تو ایک دوسرے سے پوچھیں کہ کیا ہوا تھا تو وہ آپ کو بتا دیں گے کہ کیا کاروائی ہوئی تھی۔ امریکہ جھک گیا۔ مغرب جھک گیا مجبور ہو گئے اور امریکہ روس سے جھکا اور امریکہ نے خود جھک کر یورپ کو جھکایا اور اسرائیل کو جھکایا اور وہ ظالمانہ کارروائی جو EGYPT کے خلاف کی گئی تھی اُسے واپس لینے پر مجبور کر دیا تو یہ واقعات کیوں ہوئے تھے۔ روس کا احسان تھا۔ پس یہ احسان بالارادہ تھا یا حالات کے تقاضوں کے نتیجہ میں خود بخود ظاہر ہو رہا تھا لیکن احسان احسان ہی ہے۔ دنیا کو ایک قسم کا امن نصیب تھا۔ وہ امن دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ اس لئے اپنے اس محسن کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ دعائیں کریں کہ پھر خدا روس کو ایک عظیم طاقت بنا دے لیکن ایسی طاقت بنائے جو اپنے ملک کے باشندوں کے لئے بھی بہتر ثابت ہو اور دنیا کے دوسرے ملکوں کے باشندوں کے لئے بھی بہتر ثابت ہو۔ یہ ایسی طاقت بن کر ابھرے جو اسلام کے اس اصول کو سینے سے لگا کر اٹھے کہ ہم نے عالمی عدل قائم کرنا ہے اور مظلوموں کی حمایت کرنی ہے اور نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی ہے۔ اس ضمن میں میں نے جو تحریکات پہلے کی ہیں ان میں سے ایک تحریک میں آخر پر آپ کو یاد کراتا ہوں اور خطبہ کا بقیہ حصہ جو میرے نوٹس میں ہے وہ انشاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔ میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ روس کے نظام کی ناکامی میں صرف اشتراکی فلسفے کو دخل نہیں تھا۔ روس کی طاقت اس لئے ٹوٹی ہے کہ اس نظام کی حفاظت کرنے والے دیانتدار نہیں رہے تھے اور نظام کے لحاظ سے اس کے کئی پہلو ہیں۔ میں اقتصادی پہلو سے بات کر رہا ہوں یعنی نظام کے اقتصادی پہلو کے لحاظ سے اس نظام نے لازماً ناکام ہونا ہی تھا اور جب ایک اقتصادی نظام ناکام ہو اور اس کی بنیادی وجہ نظام چلانے والوں کی بڑھتی ہوئی بد دیانتی ہو تو جتنی غربت ملک میں بڑھتی ہے اتنا ہی بد دیانتی کا معیار ملک میں اونچا ہوتا چلا جاتا ہے اور اس کی سطح بلند ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہ بھی ایک قاعدہ کلیہ ہے جس کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ پس روس کے المیہ کا خلاصہ یہ ہے

ہم روس کی دو طرح سے خدمت کر سکتے ہیں۔

ایک اقتصادی بحالی کے ذریعہ۔ جتنی بھی جماعت کو توفیق ہے جماعت روس کے معاملات میں دلچسپی لیکر اور اُن کے اقتصادی حالات کو سنبھالنے کے لئے حتی المقدور کوشش کر کے روس کی مدد کر سکتی ہے۔ دوسرا اخلاقی تعلیم کے ذریعہ۔ یہ سمجھا کر کہ آپ کی طاقت کا راز آپ کی اخلاقی قوت میں ہے۔ اگر آپ اخلاقی طور پر اپنی اصلاح کریں اور عالمی نوعیت کے اسلامی اخلاقی اصولوں پر قائم ہو جائیں۔ اسلام منظور ہو یا نہ ہو لیکن اسلام کے اخلاقی اصول عالمی نوعیت کے ہیں وہ مقامی حیثیت کے ہیں ہی نہیں۔ ان کا جغرافیائی حدود سے کوئی تعلق نہیں۔ جو تعلیم ہے عالمی نوعیت کی ہے۔ پس اسلام کا نام تو لیں مگر یہ بتا کر کہ ہم اسلام کی اُس تعلیم کی بات کر رہے ہیں جو عالمی نوعیت سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ سب ملکوں پر یکساں اثر کرے گی اور ہر ملک کو یکساں قابل قبول ہونی چاہیئے۔ یہ سمجھا کر ان کی اخلاقی بہتری کے لئے کوشش کریں۔ ان کی راہنمائی کریں۔ ان کو اخلاقی اصول بتائیں۔ میرا تجربہ یہ ہے کہ روس میں اس وقت غیر معمولی طور پر اچھی بات سن کر قبول کرنے کی صلاحیت ہے وہ سچی بات کو سچ ہی مانتے ہیں اور جتنا مرضی مخالفانہ دباؤ ہو وہ سچ کے مقابل پر کسی دباؤ کو قبول نہیں کرتے۔ احمدیت کا پیغام ہم نے جن علاقوں میں پھیلایا ہے خدا کے فضل کے ساتھ وہاں کا ردِ عمل اتنا صحت مند اور اتنا حیرت انگیز ہے کہ دل حمد سے بھر جاتا ہے اور خدا کے شکر سے آنکھیں بہنے لگتی ہیں۔ ابھی روس سے ایک وفد واپس آیا ہے ان کی رپورٹ یہ تھی کہ ہم جہاں جہاں گئے ہیں وہاں احمدیت کے پیغام کو انہوں نے برحق قرار دیا۔ اپنے لئے اچھا مفید جانا اور کھل کر اظہار کیا۔ یہاں تک کہ ایک ملک کے نائب پریذیڈنٹ نے باقاعدہ ٹیلی ویژن پر یہ اعلان کروایا کہ یہ احمدیت کا پیغام ہے۔ ہم اس کو قبول کرتے ہیں۔ یہ سچا ہے اور ہم احمدیوں کو کھلے بازوؤں سے دعوت دیتے ہیں کہ آئیں اور اس ملک میں انسانیت کی خدمت کریں اور ساتھ ہی یہ بتایا کہ انہوں نے ہر جگہ اس بات کا ذکر کیا کہ ہم وہ قوم نہیں ہیں جو سعودی ریالوں اور پیسے سے خریدی جائیں۔ ان سعودی کوششوں کے خلاف شدید ردِ عمل ہے کہ جہاں مولویوں کو پیسے دیکر ان کو خریدنے یا مدرسوں کو خریدنے یا مسجدوں کے لئے تعمیری رقم دیکر مسجدوں کے متولی بننے کی کوششیں کی گئی ہیں۔ اور روس کی نفسیات اس وقت صاف بتا رہی ہے کہ وہ بعض اندھیروں سے روشنی میں آ رہے ہیں اور بعض روشنیاں جو انہوں نے ان اندھیروں میں خود حاصل کی ہیں اور انسانی تجارب سے کمائی ہیں ان کو اپنے سینے سے لگائے رکھا ہے ان کو نہیں چھوڑا۔ پس یہ وہ نفسیاتی کیفیت ہے جس میں ہر اچھی بات قبول کرنے کی صلاحیت ہے۔ میں نے روس کو مخاطب کرتے ہوئے اوپر تلے تین مضامین لکھے اور اس کا ردِ عمل یہ تھا کہ بعض مضامین سب سے زیادہ وسیع الاشاعت اخباروں نے خود شوق سے شائع کئے۔ اجازت لیکر شائع کئے۔ بعض لوگوں نے وہ مضمون اپنے طور پر کتابی صورت میں شائع کر کے آگے تقسیم کئے۔ بعض ٹیلی ویژنز کے اوپر وہ مضامین سنائے گئے اور ابھی آخری پیغام جو میں نے بھیجا ہے اس کے متعلق بھی مجھے بتایا گیا ہے کہ ٹیلی ویژن کے ذریعہ یہ پیغام اُس سارے ملک میں نشر کیا جائے گا جو خصوصاً مخاطب تھا ویسے تو سارا روس ہی مخاطب ہے یعنی سارا U.S.S.R۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ ان لوگوں میں نیکی اور سچائی کو قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے خدمت کے بہت مواقع ہیں۔ دوسرے اقتصادی لحاظ سے وہ سمت بے چینی کی حالت میں ہیں ان کے پاس بہت قدرتی دولتیں ہیں جن کو حقیقت میں صحیح رنگ میں استعمال نہیں کیا گیا اور وہ اسی طرح کھلی پڑی ہوئی ہیں۔ کوئی انسان آئے اور اُن سے فائدہ اُٹھائے لیکن وہ ڈرتے بھی ہیں

(باقی ص ۱۰ پر)

حضرت بابا نانک جی مہاراج کی عظمت بانی جماعت احمدیہ کی نظر میں

(گیانی تنویر احمد خادم)

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ نے گورو بابا نانک جی کی تعریف میں ایسا لاثانی منظوم اور منثور کلام بیان فرمایا ہے کہ جس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ آپ نے نہ صرف حضرت بابا نانک صاحب بلکہ دنیا میں مبعوث ہونے والے تمام انبیاء، اولیاء اور رشیوں منیوں کو تعریف و توصیف سے یاد فرمایا ہے۔ جس میں شری رام چندر جی مہاراج، شری کرشن جی مہاراج، مہاتما بدھ جی اور دیگر تمام اولیاء انبیاء شامل ہیں خواہ دنیا کے کسی خطہ میں بھی پیدا ہوئے ہوں۔ جماعت احمدیہ ان تمام بزرگوں کو خدا کا پیارا سمجھتی ہے اور ان بزرگوں کے خلاف کوئی بیہودہ لفظ اپنی زبان پر لانا ہلاکت سمجھتی ہے۔ یہ چیز ہم کو بانیٔ جماعت احمدیہ نے اسلام کی تعلیم کی روشنی میں بتائی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ۔ (فاطر آیت ۲۵)

یعنی کوئی قوم ایسی نہیں جس کی طرف ہم نے اپنے ہوشیار کرنے والے (اوتار) نہ بھیجے ہوں۔

و نیز فرمایا :-

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔ یعنی ہر قوم کی طرف ہم نے اپنے ہادی اور راہنما بھیجے ہیں۔

اسی طرح قرآن مجید نے دنیا میں تمام مذاہب کے اوتاروں کی عزت قائم کرنے کے لئے اور دنیا میں امن قائم کرنے کی غرض سے یہ بے نظیر تعلیم دی ہے کہ :

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ۔

(آل عمران آیت ۸۵)

یعنی (اے قرآن کے ماننے والو) تم یہ کہو کہ ہم دنیا کے تمام نبیوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اور ان میں تفرقہ نہیں ڈالتے کہ بعض کو مانیں اور بعض کا انکار کر دیں۔

پس قرآن مجید کی اس پیاری اور امن بخش تعلیم کی روشنی میں بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی جماعت کو یہ تعلیم دی کہ ان تمام نبیوں، رشیوں، منیوں کا احترام کرو جن کی اللہ تعالیٰ نے کروڑوں دلوں میں عزت قائم کر دی خواہ وہ کسی بھی قوم یا ملک میں ہوئے ہوں۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑوں دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھا دی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی۔ اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا۔ اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آ گئی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے۔"

(تحفہ قیصریہ صـ ۷)

چنانچہ آج جماعت احمدیہ عالمگیر خدا کے فضل سے نہ صرف خود اس سنہری تعلیم پر عمل پیرا ہے بلکہ ساری دنیا میں اس کی تبلیغ کر رہی ہے۔ اور ہمارا یقین ہے کہ یہی ایک ایسی تعلیم ہے جس پر عمل کر کے دنیا میں حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے۔

ذیل میں حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض کتب سے چند اقتباسات پیش کرتا ہوں تا قارئین کو معلوم ہو کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ کی نظر میں شری گورو نانک جی کا کیا مقام تھا اور آپ کو باباجی سے کس قدر محبت تھی۔

(۱) :- چنانچہ حضور اپنی کتاب پیغام صلح میں فرماتے ہیں :-

"جن کی (باوا نانک صاحب کی) بزرگی کی شہرت اس تمام ملک میں زبان زد ہو رہی ہے اور جن کی پیروی کرنے والی اس ملک میں وہ قوم ہے جو سکھ کہلاتے ہیں جو بیس لاکھ سے کم نہیں ہیں۔ باوا صاحب اپنی جنم ساکھیوں اور گرنتھ صاحب میں کھلے کھلے طور پر الہام کا دعویٰ کرتے ہیں۔

...... اور بلاشبہ یہ بات ثابت ہے کہ ان سے کرامات اور نشان بھی صادر ہوئے ہیں اور اس بات میں کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ باوا نانک صاحب ایک نیک اور برگزیدہ انسان تھا۔ اور ان لوگوں میں سے تھا جن کو خدائے عزوجل اپنی محبت کا شربت پلاتا ہے۔"

(پیغام صلح صـ ۱۱)

(۲) :- حضور علیہ السلام ان نادان لوگوں کا نہایت افسوس سے ذکر فرماتے ہیں جنہوں نے حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی پاک تعلیم پر توجہ نہیں دی۔

"وہ ہندو مذہب اور اسلام میں صلح کرانے آیا تھا مگر افسوس کہ اس کی تعلیم پر کسی نے توجہ نہیں کی اگر اس کے وجود اور اس کی پاک تعلیموں سے کچھ فائدہ اٹھایا جاتا تو آج ہندو اور مسلمان سب ایک ہوتے۔ ہائے افسوس! ہمیں اس تصور سے رونا آتا ہے کہ ایسا نیک آدمی دنیا میں آیا اور گزر بھی گیا مگر نادان لوگوں نے اس کے نور سے کچھ روشنی حاصل نہیں کی۔"

(پیغام صلح صـ ۲۲-۲۳)

(۳) :- پھر آپ فرماتے ہیں :-

"تا وہ (یعنی مخالف آریہ) اس حقانی انسان کی راست گفتاری اور راست روی کو غور سے دیکھیں جس کا اس رسالہ میں ذکر ہے اگر ہو سکے تو اسی کے نقش قدم پر چلیں۔ وہ وہ انسان وہی ہے ایک بزرگ دیوتا ہے جو بابر کے زمانہ پیدا ہو کر خدا تعالیٰ کے دین کی صداقت کا ایک گواہ بن گیا۔" (ست بچن صـ ۲)

(۴) :- اسی کتاب کے صفحہ ۳ پر حضور مزید فرماتے ہیں کہ :-

"اور چونکہ وہ (باوا نانک) اللہ تعالیٰ کی راہ میں اخلاص رکھتے تھے اس لئے بہت جلد زہد اور پرہیزگاری اور ترک دنیا میں شہرت پا گئے اور قبولیت کے مرتبہ پر پہنچ گئے ...... ہمارا انصاف ہمیں اس بات کے لئے مجبور کرتا ہے کہ ہم اقرار کریں کہ بیشک باوا نانک صاحب ان مقبول بندوں میں سے تھے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے نور کی طرف کھینچا ہے۔ اس میں کچھ بھی شبہ نہیں کہ ایک نیک تبدیلی خدا تعالیٰ نے ان میں پیدا کر دی تھی۔"

حضرت بابا نانک صاحب پر اعتراض کرنے والے ہر شخص کا خواہ وہ کسی بھی مذہب کا لیڈر ہو بانی جماعت احمدیہ نے دندان شکن جواب دیا۔ چنانچہ ایسے ہی ایک شخص کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ ہمیشہ سے سب لوگ گندے ہی چلے آتے ہیں اور اس فطرت کے لوگ دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوتے کہ جو خدا تعالیٰ سے پاکی حاصل کریں وہ خود گندہ اور نابینا ہے مگر باوا صاحب کی نسبت ہم ایسا عقیدہ ہرگز نہیں رکھتے۔ بلکہ ہم نہایت پختہ یقین سے کہتے ہیں کہ نالائق اور نادان لوگوں نے جن کو سچے گیان اور پاک معرفت کی کچھ خبر نہیں باوا صاحب پر یہ تہمتیں لگا دی ہیں۔"

(ست بچن صـ ۸۶)

(۵) :- اسی طرح آپ نے عیسائی پادریوں کی طرف سے باوا صاحب پر کئے گئے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :-

"عیسائیوں کو سمجھنا چاہئے کہ باوا نانک صاحب حقیقی نجات کی راہوں کو خوب معلوم کر چکے تھے۔ وہ خوب سمجھتے تھے کہ وہ پاک ذات بجز اپنی سعی اور کوشش کے نہیں ملتی اور وہ

خوب جانتے تھے کہ خدا ہر ایک جان سے اُسی جان کی قربانی چاہتا ہے نہ کسی غیر کی ...... بات یہی صحیح ہے کہ خدا کو وہی پاتے ہیں جو آپ خدا کے ہو جاتے ہیں۔"

(مجموعہ اشتہارات حضرت مرزا غلام احمد صاحب جلد ۲ صفحہ ۱۰۱)

(۶) :- سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کبھی بھی پسند نہ فرماتے تھے کہ کوئی شخص حضرت باوا صاحب کی نسبت کوئی نازیبا لفظ منہ پر لاوے۔ اگر کسی نے ایسی حرکت کی تو آپ نے اس کو بہت ناپسند کیا اور فوراً ایسے شخص کا جواب دیا چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

"میں سکھ صاحبوں سے اس بات میں اتفاق رکھتا ہوں کہ بابا نانک صاحب درحقیقت خدا کے مقبول بندوں میں سے تھے اور اُن میں سے تھے جن پر الٰہی برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ اور جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے صاف کئے جاتے ہیں میں اُن لوگوں کو شریر اور کمینہ طبع سمجھتا ہوں کہ ایسے بابرکت لوگوں کو توہین اور ناپاکی کے الفاظ کے ساتھ یاد کریں۔"

(مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ۲ صفحہ ۱۸۵)

(۷) :- اسی طرح آپ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :-

"میں بابا نانک صاحب کو بھی خدا پرست سمجھتا ہوں اور کبھی پسند نہیں کرتا کہ اُن کو بُرا کہا جائے میں اُن کو اُن لوگوں میں سے سمجھتا ہوں جن کے دل میں خدا تعالیٰ اپنی محبت آپ بٹھا دیتا ہے پس ان لوگوں کی پیروی کرو اور دل کو روشن کرو۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ۷ صفحہ ۲۱۲)

(۸) :- پھر ایک مقام پر فرمایا :-

"اور ہم اپنے نیک منش اور قابل تعریف انسان کی مذمت کرنا سراسر خبث اور ناپاکی کا طریق جانتے ہیں اور ہماری رائے ان کی نسبت یہی ہے کہ وہ سچے دل سے خدا تعالیٰ کی راہ میں فدا تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جن پر خدا تعالیٰ کی برکات نازل ہوتی ہیں۔"

(مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ۲ صفحہ ۲۱۵)

(۹) :- پھر فرمایا :-

"ہمیں باوا صاحب کی بزرگی اور عزتوں میں کچھ کلام نہیں اور ایسے آدمی کو ہم درحقیقت خبیث اور ناپاک طبع سمجھتے ہیں جو اُن کی شان میں کوئی ناملائم لفظ منہ پر لاوے یا توہین کا مرتکب ہو۔"

(ست بچن صفحہ ۔۔)

(۱۰) :- سیدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے حضرت بابا نانک جی کے مقدس کلام کی جو گورو گرنتھ صاحب میں محفوظ ہے تعریف فرمائی ہے۔ آپ اس کلام کو ایک عاشق خدا کا کلام سمجھتے تھے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ :-

"باوا صاحب کا کلام ایسے شخص کا کلام معلوم ہوتا ہے جس کے دل پر درحقیقت خدا تعالیٰ کی محبت اور عشق نے غلبہ کیا ہوا ہے اور ہر ایک شعر توحید کی خوشبو سے بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے ...... باوا صاحب کے کلام پر نگاہ کرکے یقین آجاتا ہے کہ اس شخص کا دل الفاظ کے خشک بیابان کو طے کرکے نہایت گہرے دریائے محبت الٰہی میں غوطہ زن ہے۔"

(ست بچن صفحہ ۱۲۵)

(۱۱) :- اسی طرح بانی جماعت احمدیہ اپنی کتاب چشمہ معرفت کے صفحہ ۳۵ پر فرماتے ہیں :-

"جس شخص کو بابا نانک صاحب کے سوانح سے اطلاع ہوگی اس کو معلوم ہوگا کہ یہ وہی مرد خدا ہے جس نے دُنیا داری کے ہزاروں پردوں کو پھاڑ کر اور بے جا رسموں کی بندشوں کو توڑ کر خدا کو اختیار کیا۔ اُس کے کلام اور اُس کے ہر ایک فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بلاشبہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کو خدا اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے اور جن کے دلوں کو دُنیا سے بیزار کرکے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اور جن کے سینوں میں وہ اپنی محبت کی آگ رکھ دیتا ہے۔"

یہ بات عادت اللہ میں شامل ہے کہ جب کوئی انسان دل و جان سے اُس کی طرف جھکتا ہے اور اپنی زندگی کا اصل مقصد خدا تعالیٰ ہی کو بنا لیتا ہے اور اُس کے غیر سے قطع تعلق کر لیتا ہے تب وہ قادر و قیوم خدا اپنے فضل اور رحم سے اُس پیارے کا ہاتھ تھام لیتا ہے اور اُس کی مشکلات آسان کرتا ہے اور اُس کے غیر پر اُس کو غلبہ بخشتا ہے اور اُس کے ہاتھ سے معجزات اور کرامات ظاہر کرتا ہے۔

حضرت بابا نانک صاحب بھی اسی قسم کے بزرگوں میں سے ایک تھے۔ چنانچہ بانی جماعت احمدیہ آپ کی کرامات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

(۱۲) : "بابا نانک صاحب درحقیقت خدا تعالیٰ کے مخلص بندوں میں سے تھے اور اپنی زندگی میں ایک کھلی کھلی تبدیلی کرکے اللہ جلشانہٗ کی طرف جھک گئے تھے۔ اس لئے عنایات ربانیہ نے وہ کرامات بھی ان سے ظاہر کیں جو خدا تعالیٰ کے مقبول بندوں میں ظاہر ہوا کرتی ہیں۔"

(۱۳) :- اسی طرح حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ :-

"درحقیقت بابا نانک صاحب اُن منتخب لوگوں میں سے تھے جن کی زندگی کو عنایت الٰہی اپنے لئے خاص کر لیتی ہے اور اس پاک گروہ میں سے تھے جن کے دلوں میں محبت الٰہی یوں بھر جاتی ہے جیسے ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ چنانچہ میں نے بابا صاحب سے روحانی کمالات کی نسبت ایسی عمدگی اور خوبی اور صفائی سے مدلل بیان کا جلوہ دکھلایا ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ۲ صفحہ ۱۸۴)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں گورو بابا نانک جی کی اس رنگ میں تعریف فرماتے ہیں کہ

سنو مجھ سے لوگو نانک کا حال
سنو قصۂ قدرت ذوالجلال
ابھی عمر سے تھوڑے گذرے تھے سال
کہ دل میں پڑا اُس کے دیں کا خیال
خدا کے لئے ہوگیا دردمند
تنعم کی راہیں نہ آئیں پسند
پھر آخر کو نکلا وہ دیوانہ وار
نہ دیکھے بیاباں اور پہاڑ
سفر میں وہ رو رو کے کرتا دعا
کہ اے میرے کرتار مشکل کشا
کرم کرکے وہ راہ اپنی بتا
کہ جس میں ہو اے میرے تیری رضا
میں تیرا ہوں اے میرے کرتار پاک
نہیں تیری راہوں میں خوفِ ہلاک
تیرے در پہ جاں میری قربان ہے
محبت تیری خود میری جان ہے
جو اس کے لئے کھوتے ہیں پاتے ہیں
جو مرتے ہیں وہ زندہ ہو جاتے ہیں

پس ایسے شخص کے بارہ میں جس کے کلام کا ہر ہر لفظ بابا صاحب کی محبت میں سرشار ہے یہ اعتراض کرنا کہ نعوذ باللہ آپ کے دل میں بابا صاحب کا احترام نہ تھا سراسر ظلم ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق و انصاف پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ؟

درخواستِ دُعا

الحمدللہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ کی آنکھوں کے معائنہ کرانے کے بعد مورخہ ۱۴ فروری کو حیدرآباد سے بخیر و عافیت واپس قادیان تشریف لے آئے ہیں۔ محترمہ موصوفہ کی بائیں آنکھ جس کا کارنیا تبدیل کیا گیا تھا اب اسکی بینائی بفضلہ تعالیٰ بہتر ہوئی ہے۔ اپریل میں پھر معائنہ ہوگا اور جولائی میں ٹانکے کاٹے جائیں گے۔

دائیں آنکھ جس میں اکتوبر ۱۹۹۲ء میں اچانک انفکشن ہو کر پیپ پڑ گئی تھی اس کے لئے ٹیرامائیسین کا کورس شروع کرایا گیا تھا۔ دوا اب بھی جاری ہے۔ اس آنکھ کا کارنیا بھی ماہ جولائی ۱۹۹۳ء میں یا اسکے بعد ہی بدلا جاسکتا ہے۔ احباب کرام دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس کا آپریشن بھی کامیاب فرمائے۔ اور محترمہ موصوفہ کی دونوں آنکھوں کی مکمل بینائی لوٹائے ......

منقولات

دین اسلام پوری انسانیت کے لئے ابدی پیغام ہے

ماسکو کے مذہبی اجتماع میں بورس یلتسین کا بیان

نئی دہلی ۱۶ر نومبر: ماسکو میں مشرقی یورپ روس اور وسطی ایشیا کی مسلم جمہوریاؤں کے منعقدہ اجلاس میں صدر روس بورس یلتسین نے اپنے پیغام میں کہا کہ دین اسلام پوری انسانیت کے لئے ایک ایسا ابدی پیغام ہے جو اخلاقی قدروں کی پابندی اور اعلیٰ انسانی روایات کا درس دیتا ہے۔ اجلاس میں تقریباً چار سو مندوبین نے شرکت کی۔

منعقدہ نمائندہ اجلاس امام محمد سعود اسلامی یونیورسٹی سعودی عرب کے چانسلر ڈاکٹر عبد اللہ عبد المحسن الترکی کی صدارت میں ہوا۔ جس میں ہندوستان سے ایک ڈیلی گیٹ نے بھی شرکت کی تھی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ جب ماسکو میونسپل کارپوریشن کے عظیم ہال میں ایک مسلم اجتماع ہوا۔

ڈاکٹر الترکی نے کہا کہ اسلام نے تعلیم پر بہت زور دیا ہے کیونکہ تعلیم ہی ایک ترقی پسند اور تعمیری سماج کی بنیاد ہوتی ہے۔ روس کے وزیر اطلاعات و نشریات مسٹر بائیل عنو بش نے کہا کہ اس وقت روس میں ایک سو قومیں بستی ہیں جن میں تیس مسلمان ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو پوری مذہبی اور تعلیمی آزادی حاصل ہے۔

دوران گفتگو روس کے نائب صدر مسٹر الیگزنڈر نے کہا کہ مسلمانوں کے درمیان باہمی اختلافات کیوں ہیں؟ افغانستان کی مثال دیتے ہوئے انہوں نے پوچھا کہ اگر افغانستان میں روسی مداخلت جھگڑے کا سبب تھی تو پھر آج وہاں لڑائی کیوں جاری ہے؟ انہوں نے وفد سے کہا کہ وہ افغانستان میں روسی جنگی قیدیوں کی رہائی کے لئے کوشش کریں۔

اس تین روزہ کانفرنس میں اصلاحی تعلیمات اور مسلم قوموں کے مختلف مسائل کے بارے میں مقالے پڑھے گئے اور آخر میں کئی ریزولوشن پاس ہوئے۔ ان میں زیادہ تر ریزولوشن تعلیم کے فروغ، دعوت، تبلیغ، نشر و اشاعت و ترجمہ، ذرائع ابلاغ سے متعلق ہیں۔

بوسنیا، ہرزیگووینا کے حالات پر ایک ریزولوشن میں کہا گیا ہے کہ یہ ملت اسلامیہ کے جسم پر ایک نیا زخم کاری ہے۔ اس قرارداد میں بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں کے ساتھ مکمل ہمدردی کا اظہار کیا گیا اور سربیائی مظالم کی شدید مذمت کی گئی۔ ایک اور قرارداد میں صومالیہ کی صورت حال پر افسوس اور تشویش کا اظہار کرتے ہوئے صومالیہ کے لڑنے والے دونوں گروپوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ اپنے اختلافات کو کم کرنے کے لئے اللہ کے حکم کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کا خون بہانا بند کر دیں اور تمام باہمی مسائل بات چیت کے ذریعہ حل کریں۔ (آزاد ہند کلکتہ ۱۶ر نومبر ۱۹۹۲ء)

(۲)

نوٹ:۔ اگرچہ پاکستان کی عدالت عالیہ اس تعلق میں اپنے فیصلہ صادر کر چکی ہے پھر بھی ریکارڈ کے لئے درج ذیل خبر شائع کی جا رہی ہے۔ (ادارہ)

نو ماہ کی بچی پر کفر کا الزام

پاکستان میں احمدیوں پر توڑے جا رہے مظالم نے ایک انوکھا رُخ اختیار کیا ہے۔ حال ہی میں وہاں ایک نو ماہ کی بچی کو کفر کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ الزام صحیح ثابت ہونے کے نتیجہ میں ملزم کو لازماً موت کی سزا دی جائے گی۔ بچی جس کا نام شاہ رُخ سکندر ہے ان دس افراد میں شامل ہے جن کو موضع ننکانہ ضلع شیخوپورہ (پنجاب) میں گرفتار کیا گیا۔ ان میں سے سات افراد کو لگانے کی وجہ یہ ہے کہ سکندر فیملی نے شادی کے دعوت نامے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور السلام علیکم و رحمۃ اللہ کے الفاظ شائع کئے تھے۔ باقی تین افراد جو غیر احمدی ہیں انہیں اس بناء پر گرفتار کیا گیا کیونکہ

یہ احمدی ہیں، جو ایک ہی خاندان کے ہیں کفر کا الزام

انہوں نے دلہن کے والد کو شادی کے کارڈ پیش کئے۔

یہ استغاثہ دائر کرنے والا میر شوکت علی شاہد حقانی مجلس ختم نبوت کا ایک نام نہاد مولوی اور جاہ طلب سیاست دان ہے۔ چونکہ اس بچہ کا نام بھی شادی کارڈ پر لکھا ہوا تھا لہذا ملاں شاہد نے اس پر بھی فرد جرم عائد کرنے کا اصرار کیا۔ محکمہ پولیس کے ایک ترجمان نے یہ اعتراف کیا کہ "تعزیرات پاکستان کی شق ۲۹۵ الف ۲۹۵ ج اور ۲۹۸ ج کی تعمیل میں انہیں ملاں کی شکایت پر عمل کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ ان شقوق کی روشنی میں جو احمدی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اور قرآن کریم کی آیات کا اس طرح استعمال کرتا ہے تو اس کے خلاف فرد جرم عائد کیا جائے گا۔ شادی کارڈ پر بچی کا نام شائع ہونا اس کو بھی اس جرم میں ملوث کرتا ہے۔"

(ایسٹرن آئی لندن ۱۲ر اکتوبر ۱۹۹۲)

وزیر اعلیٰ پنجاب (پاکستان) کے بیان کیخلاف احمدیوں کا احتجاج

جماعت احمدیہ یو۔ کے نے وزیر اعلیٰ پنجاب (پاکستان) جناب غلام حیدر وائیں کے لاہور میں ایک مذہبی جلسہ میں اپنے خطاب کے دوران دیئے گئے ایک بیان جس میں انہوں نے کہا کہ احمدی، وسط ایشیا کے چھ ممالک کو اپنے قبضہ میں کرنے کیلئے کوشاں ہیں اور یہ کہ ہر مولوی کا فرض ہے وہ اس عالمگیر سازش کو ناکام کرنے کے خلاف سخت احتجاج کیا ہے۔

مذکورہ بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے احمدیہ مسلم جماعت یو۔ کے کے ترجمان رشید احمد چوہدری نے کہا کہ یہ احمدیہ مسلم جماعت کے خلاف سخت حملہ کرنے کے مترادف ہے جس کا مقصد یہی ہو سکتا ہے کہ عوام کو پاکستان میں مقیم ۴ لاکھ احمدیوں کے خلاف مشتعل کیا جائے جو کہ پہلے ہی پاکستان کے غیر انسانی قوانین کی زد میں سخت تکلیف سے دوچار ہیں۔

مسٹر چوہدری نے مزید کہا:

عالمگیر احمدیہ مسلم جماعت پنجاب (بھارت) کے چھوٹے سے گاؤں قادیان میں ۱۸۸۹ء میں وجود میں آئی۔ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد (۱۸۳۵ء۔۱۹۰۸ء) نے مسیح موعود اور مصلح الزمان ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس جماعت کے قیام کا مقصد بنی نوع انسان کے اندر اخوت کا جذبہ پیدا کرنا اور روئے زمین پر پیار اور محبت سے روحانی انقلاب پیدا کر کے امن کا قیام کرنا ہے۔ یہ صرف اور صرف ایک مذہبی جماعت ہے اور اس کا کسی ملک کی سیاست سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ ایک امن پسند جماعت ہونے کے ناطے یہ جماعت کبھی بھی کسی کے لئے کوئی خطرہ کا موجب نہیں بنی یہ کہنا کہ یہ جماعت کسی خاص ملک پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہے یہ حقیقت سے بالکل بعید ہے۔"

(ایشین ٹائمز لندن ۱۳ر اکتوبر ۱۹۹۲ء)

بقیہ صفحہ ۱۴:۔ اسی طرح کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی نبیوں میں شامل تھے یا نہیں اور ان سے بھی یہ عہد لیا گیا اور کیا وہ اپنے بعد آنے والے نبیوں پر ایمان لائے یا عہد شکنی کے مرتکب ہوئے؟ یقیناً ایمان لائے تو اس صورت میں کیا حضرت داؤدؑ حضرت سلیمانؑ حضرت یحییٰؑ حضرت ذکریاؑ اور حضرت عیسیٰؑ پر ان کا ایمان لانا ان کی شان میں گستاخی ہے اور ہتک عزت قرار پاتی ہے؟

عجیب جاہل مولویوں سے واسطہ پڑا ہے کہ واضح کھلے کھلے قرآنی علوم کو دیکھتے ہیں اور پھر بھی ان پر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ گستاخی کے مقدمے تو ان لوگوں پر چلنے چاہئیں۔ دیکھئے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ (البقرہ: آخری رکوع)

کیا اس "کل" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ایمان لانے والے شامل نہیں۔ کیا اس آیت میں یہ اعلان نہیں فرمایا گیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دوسرے مومن کی طرح خدا کے تمام انبیاء پر ایمان لے آئے اور تمام کتابوں پر ایمان لے آئے۔ یہ ایمان تو تصدیق کے معنی رکھتا ہے ہرگز یہ مطلب نہیں کہ جس پر ایمان لائے وہ اعلیٰ اور افضل ہو جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو سب فرشتوں سے بھی افضل تھے حتیٰ کہ جبرئیل کو بھی

معراج میں پیچھے چھوڑ دیا۔ کیا آپ فرشتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے اگر ایمان لاتے تھے تو ان لدھیانوی صاحب کا لیا فتویٰ ہے بول کر تو دیکھیں

اذکروا موتاکم بالخیر

محمد اشرف صاحب شہید آف جلہن (ضلع گوجرانوالہ پاکستان) کا ذکر خیر

یوم شہادت ۱۶ دسمبر ۱۹۹۲ء

ہمارے ایک نہایت ہی مخلص احمدی دوست مکرم محمد اشرف صاحب مہر آف جلہن ضلع گوجرانوالہ کو بعمر ۴۰ سال مورخہ ۱۶ دسمبر کو رات گیارہ بجے دو نامعلوم افراد نے گولیاں مار کر شہید کر دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

شہید مرحوم کے مختصر حالات ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں۔

خاندانی پس منظر

مرحوم جہلن گاؤں کے پاس ٹھٹھہ راجیاں کے رہنے والے تھے۔ اور پانچ سال سے جہلن گاؤں جو کہ حافظ آباد سے ۲ کلومیٹر بھڑی شاہ رحمن کے ساتھ واقع ہے میں رہائش پذیر تھے۔ آپ کے چھ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ بڑا بچہ میٹرک میں پڑھ رہا ہے۔ آپ اپنے گھر میں اکیلے احمدی تھے لیکن اللہ کے فضل سے اہلیہ اور بچے مخلص احمدی ہیں۔

جماعتی پس منظر

ان کا بیعت کا واقعہ بہت ایمان افروز ہے۔ بیعت سے قبل یہ بذریعہ لٹریچر اور احمدی احباب سے مل کر وفات مسیح کے قائل ہو گئے۔ اس بناء پر گاؤں والوں نے ان پر توہین مسیح کا مقدمہ دائر کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ میں تو احمدی نہیں، لیکن گاؤں والوں نے کہا کہ نہیں تم قادیانی ہو۔ چنانچہ ۱۹۸۸ء میں بیعت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے اخلاص اور ایمان میں غیر معمولی برکت دی اور یہ بہت بعد میں آنے کے باوجود سب سے آگے نکل گئے۔ انہوں نے اپنی زندگی عملاً حضور کے ارشاد کے ماتحت ایک داعی الی اللہ بن کر گزاری۔ ان کا اوڑھنا بچھونا ہی احمدیت بن گئی۔ وہ ایک ہیڈ ریکل یونٹ میں بطور نائب قاصد ملازم تھے لیکن ہر وقت انہیں تبلیغ کی دھن سوار رہتی تھی۔ کئی حوالہ جات زبانی ازبر تھے اور ہر وقت حوالہ جات کی نوٹ بک ان کی جیب میں ہوتی تھی۔ وہ احمدیت کے لئے غیرت رکھنے والے نہایت نڈر اور مخلص خادم تھے۔ اور اسی بناء پر گاؤں میں ان کی مذہبی مخالفت بھی تھی۔ کئی دفعہ گاؤں کے لوگوں نے انہیں دھمکیاں بھی دیں کہ ہم اس گاؤں میں احمدیت کا پودا نہیں لگنے دیں گے لیکن گاؤں میں اکیلا گھر ہونے کے باوجود وہ ہمیشہ اپنے نیک نمونہ کی وجہ سے علاقہ بھر کے لئے ایک کھلی دعوت بنے رہے اور ہر مخالفت کا بڑی ہمت اور جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ چنانچہ ان کی اولاد بھی باوجود چھوٹی عمر کے نہایت ہی مخلص احمدی ہے۔

مرحوم شہادت سے قبل قائد مجلس جہلن اور نگران حلقہ مانگٹ اونچہ برائے وقف نو تھے۔ اور یہاں ارد گرد کی جماعتوں کے لئے ایک روشن نمونہ تھے۔ ضلع یا مرکز میں کوئی بھی تقریب ہوتی تو یہ بہت شوق سے اس میں شامل ہوتے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے عشق کی حد تک پیار تھا۔

شہادت کا واقعہ

ان کی شہادت کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ یہ ہیڈریکل یونٹ چونتاں والی نزد بھڑی شاہ رحمٰن میں ملازم تھے کہ ایک نوجوان جس کی عمر اندازاً ۱۸ - ۱۷ سال کی تھی دوائی لینے کے لئے مورخہ ۱۵/۱۲/۹۲ کو آیا۔ اور ڈاکٹر کو کہا کہ مجھے یہ تکلیف ہے۔ اس نے اپنا نام شمامہ احمد بتایا ڈاکٹر نے کہا کہ ہمارے یہ ملازم اشرف صاحب احمدی ہیں۔ آپ کا نام بھی احمدیوں والا لگتا ہے۔ اُس نے ہچکچاتے ہوئے کہا کہ ہاں میں بھی احمدی ہوں۔[*]

مرحوم اشرف صاحب اس نوجوان سے ملے اور اس کے بعد اس کو لے کر گاؤں بھڑی شاہ رحمان میں ایک اور مخلص دوست سلطان احمد صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ یہ احمدی نوجوان ہیں اور سکھیکے سے آئے ہیں۔ سلطان احمد صاحب چونکہ پرانے احمدی ہیں اور تحصیل حافظ آباد کے تمام احمدی احباب کو جانتے ہیں۔ سکھیکے میں اس نام کا کوئی احمدی نہیں تھا۔ سلطان احمد صاحب نے کہا کہ تم سکھیکی گاؤں کے نہیں۔ کیا ساتھ والی کالونی میں رہتے ہو۔ تو اُس نے کہا کہ ہاں میں کالونی کا ہی ہوں۔ اُس کے بعد ملزم نے کہا کہ میں یہاں سے اپنے ایک شیعہ دوست کے پاس نواحی گاؤں رتہ میں جا رہا ہوں۔ بہر حال مرحوم اشرف نے اُسے گرم جوشی سے رخصت کیا ملزم نے جاتے ہوئے کہا کہ میں آپ کے گھر آؤں گا۔ مرحوم نے اُسے دعوت دی کہ تم گوجرانوالہ جانے سے پہلے مجھ سے مل کر جانا۔

۱۶/۱۲/۹۲ کو مغرب کی نماز کے وقت وہ ملزم اپنے ایک دوست کے ساتھ گاؤں میں مرحوم کے گھر پہنچا۔ مرحوم نے انہیں کھانا پیش کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم ابھی نہیں کھائیں گے۔ ایک گھنٹہ کے بعد عشاء کی نماز کے بعد انہوں نے کھانا کھایا اور اس کے بعد وہ دونوں گھر سے باہر نکل گئے اور دو گھنٹے کے بعد رات گیارہ بجے کے قریب گھر واپس آئے مرحوم کی والدہ نے دروازہ کھولا اور یہ دونوں اندر گئے۔ مرحوم نے ان کے لئے چار پائیاں بچھائیں اور یہ دونوں سو گئے۔ مرحوم خود اور تین بچے اُس کمرے میں زمین پر سو گئے۔ آدھے گھنٹے کے بعد جب مرحوم اور بچے سو گئے تو ملزموں نے ان کے چہرے پر فائر کر دیئے اور بھاگ گئے۔ مرحوم چند قدم ان کے پیچھے بھاگے اور باہر کے دروازے کے پاس گر گئے اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ ملزم وہاں سے فرار ہو کر روپوش ہو گئے اور ابھی تک لاپتہ ہیں۔

شہادت کے بعد ان کی اولاد نے بہت ہی اچھا نمونہ دکھایا۔ جب یہ شہید ہو گئے تو ان کے بڑے بیٹے اشتیاق احمد بعمر ۱۵ سال نواحی گاؤں بھڑی شاہ رحمان میں احمدی احباب کو بتانے کے لئے گئے کہ میرے والد شہید ہو گئے ہیں تو وہ دوست رونے لگے۔ اس پر بچے نے کہا کہ آپ کیوں روتے ہیں ہم تو خوش قسمت ہیں کہ ہمارا باپ شہید ہو گیا ہے۔ ان کی بیوہ اور بچوں نے جہاں صبر کا نمونہ دکھایا وہاں جرأت کا بھی مظاہرہ کیا۔ چونکہ یہ اپنے گھر میں اکیلے احمدی تھے اس لئے ان کے برادری بھائیوں نے کہا کہ ہم نے یہاں دفنانا ہے۔ لیکن ان کے بچوں نے کہا کہ ہمارے والد نے وصیت کی تھی اس لئے ہم ربوہ میں دفنائیں گے۔ چنانچہ رات ۱۷/۱۲/۹۲ کو پوسٹ مارٹم کے بعد ۸½ بجے جہلن میں مرحوم کا جنازہ پڑھا گیا۔ جس میں ارد گرد کے احمدی احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ تک بھگ ۴۰۰ افراد جنازے میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد جنازہ تدفین کے لئے ربوہ لایا گیا۔

مرحوم نے دو تین ماہ قبل اپنی اور اہلیہ کی وصیت کی تھی اور شرط اول ادا کر دی تھی اور اعلان وصیت کا چندہ بھی ادا کر دیا تھا۔ لیکن ابھی مقامی مربی صاحب کے پاس ہی کاغذات تھے کہ مرحوم شہید ہو گئے۔

مرحوم نے اپنے چار بچے وقف کئے تھے۔ دو بڑے بچے واقف زندگی ہیں۔ دو بچے چھوٹے ایک بچی اور بچہ وقف نو میں شامل ہیں۔ مرحوم نے اپنے گھر کے ایک کمرے میں مسجد بنائی ہوئی تھی اور اس کے اوپر مربی ہاؤس بنایا تھا۔ مرحوم اپنے اہل خانہ کے ساتھ باقاعدگی سے نماز با جماعت ادا کرتے تھے۔ اور اپنے بچوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم پر بھی بہت توجہ دیتے تھے۔

درخواست دعا

عزیز طارق محمود ابن مکرم غلام نبی صاحب درویش قادیان کو ایک ایکسیڈنٹ کے حادثہ میں شدید دماغی چوٹ آئی ہے جس سے عزیز کئی دنوں سے بے ہوش ہے اور لدھیانہ ہسپتال میں داخل ہے شفائے کاملہ عاجلہ کیلئے درد مندانہ درخواست دعا ہے (ادارہ)

* انہوں نے کہا کہ اگر ایسی بات ہے تو ٹھیک ہے میں بھی احمدی ہوں۔

مسکت و مدلل جوابات

قسط نمبر ۲۰

راہِ ھُدیٰ

تحریر ایم۔ کے۔ خالد

دیوبندی عالم محمد یوسف صاحب لدھیانوی کے رسالہ "قادیانیوں کو دعوت اسلام" کے جواب میں۔

عقیدہ نمبر ۱۴

استاد شاگرد

اس کے نیچے لدھیانوی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ایک تقریر کے چند فقرے درج کئے ہیں
"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معلم ہیں اور مسیح موعود (مرزا صاحب) شاگرد۔ ایک شاگرد خواہ استاد کے علوم کا وارث پورے طور پر بھی ہو جائے یا بعض صورتوں میں بڑھ بھی جائے (جیسا کہ مرزا صاحب بہت سی باتوں میں بڑھ گئے۔ ناقل) مگر استاد بہرحال استاد رہتا ہے اور شاگرد شاگرد ہی"
(صفحہ ۲۸)

مولوی صاحب نے بریکٹوں میں جو الفاظ داخل کئے ہیں اصل عبارت کے نہیں اس لئے ان کی عبارت کا وبال خود ان پر ہی پڑے گا۔ نہ کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ پر۔
حضرت مرزا بشیر الدین رضی اللہ عنہ تو صرف یہ بات بیان فرما رہے ہیں جو آپ نے اپنے ایک شعر میں بھی بیان فرمائی ہے کہ

شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے
احمدؑ کو محمدؐ سے تم کیسے جدا سمجھے

آپ نے عام دنیا کا دستور بیان فرمایا ہے کہ کبھی کبھی یوں بھی ہوا ہے کہ شاگرد استاد سے بڑھ بھی جاتے ہیں لیکن پھر بھی مرتبے میں آگے نہیں بڑھ جاتے۔ یہ دستور بیان کرتے ہوئے ہرگز آپ نے نہیں لکھا کہ جیسے نعوذ باللہ مرزا صاحب آگے بڑھ گئے۔ یہ فاسقانہ خیال لدھیانوی صاحب کا اپنا ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر رہے ہیں اور یہی ان کی بد دیانتی کی دلیل ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس بحث کا اس تقریر میں جو منطقی نتیجہ نکالا ہے وہ یہی ہے کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آقا، محسن اور مخدوم ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے خادم، شاگرد اور غلام ہیں"
(الفضل قادیان ۲۸ اپریل ۱۹۱۴ء صفحہ ۸)

پس جن عوام الناس کی راہنمائی ایسے علماء کر رہے ہوں جو دیانتداری اور تقویٰ سے خالی ہوں ان کی بے راہ روی کا وبال بھی ان ہی کے سر پڑے گا۔

عقیدہ نمبر ۱۵

ہتک، استہزاء

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب نے الفضل سے ایک اقتباس درج کیا ہے جس میں مسیح موعود کے منکرین کے کفر کا بیان ہے۔

یہ اعتراض وہی ہے جو لدھیانوی صاحب نے فصل دوم کے عقیدہ نمبر ۲ اور فصل سوم کے عقیدہ نمبر ۱۹ کے تحت کیا ہے۔ پھر اسی اعتراض کو نمبر شمار بڑھانے کے لئے فصل چہارم کے عقیدہ نمبر ۱ کے تحت اور اب عقیدہ نمبر ۱۵ کے تحت دہرا دیا ہے۔ فصل دوم میں ہم اس اعتراض کے جواب میں مفصل گفتگو کر چکے ہیں۔ قارئین وہاں ملاحظہ فرمالیں۔ اسے یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔

عقیدہ نمبر ۱۶

آنحضرت سے مرزا صاحب پر ایمان لانے کا عہد

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب نے الفضل کے حوالہ سے ایک نظم اور ایک نثر پر مشتمل اقتباس درج کیا ہے جس میں یہ بیان ہوا ہے کہ از روئے قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسیح موعود پر ایمان لانے اور اس کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا ہے۔ اور اس کے بعد لدھیانوی صاحب نے جماعت احمدیہ کے غیر مبائع فریق کے اخبار "پیغام صلح" کا ایک اقتباس درج کیا ہے جس میں ایک غیر مبائع مضمون نگار ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے الفضل کے مندرجہ بالا اقتباس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اگر یہ بات مان لیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسیح موعود پر ایمان لائیں گے تو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہے۔ اور مسیح موعودؑ کا مرتبہ زیادہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ کم ثابت ہوتا ہے

جس شاعر کے شعروں پر بھی انہوں نے حملہ کیا ہے اس پر بالعموم ہمارا وہی جواب صادق آتا ہے جو پہلے ایک شاعر کے شعروں کے بارہ میں دیا گیا۔ لیکن فرق صرف یہ ہے کہ ان کے حملہ میں ایک غیر مبائع لاہوری احمدی بھی مولوی صاحب کا شریک ہو چکا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ شاعر قرآن کریم سے کیا سمجھا اور کیا بیان کیا ہم قرآن کریم سے ہی اصل متعلقہ آیت قارئین کے سامنے پیش کر دیتے ہیں جس کا واضح اور قطعی ترجمہ مسلمہ غیر احمدی علماء کے ترجمہ کے مطابق حسب ذیل ہے

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ
مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ
(سورۃ الاحزاب آیت ۸)

اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے نبیوں سے ان کا پختہ عہد لیا تھا اور تجھ سے بھی لیا ہے۔

اس آیت کریمہ کو پڑھنے کے بعد کوئی معمولی خوف خدا رکھنے والا مسلمان بھی اس آیت کو بگاڑ کر پیش نہیں کر سکتا۔

پس جب خدا تعالیٰ نے باقی رسولوں کی طرح حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی عہد لیا تھا تو نعوذ باللہ خدا نے خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی؟

حد سے زیادہ جہالت اور عناد کا غبار مولوی صاحب کے سر کو چڑھا ہوا ہے۔ وہ شاعر تو اس آیت کریمہ کا حوالہ دے رہا ہے اور استدلال کر رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص نے بطور نبی نہیں آنا تھا تو پھر قرآن کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص طور پر اس میثاق نبوی میں کیوں شامل کرتا ہے اور خدا تعالےٰ کھلا یہ اظہار کیوں کرتا ہے کہ جب ہم نے نبیوں سے اقرار لیا کہ جب وہ نبی آئیں گے جو پہلوں کی تصدیق کرنے والے ہوں گے تو پھر ضرور ان پر ایمان لانا اور ان کی تصدیق کرنا۔ پس یہ ایک علمی نکتہ ہے جو یہاں بیان ہو رہا ہے اور اگر گستاخی ہے تو مولوی صاحب کو خبردار ہو جانا چاہیئے کہ دراصل یہ گستاخی وہ کلام الٰہی کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسیح موعود پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا؟

اللہ تعالےٰ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۸ میں فرماتا ہے:۔
"وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ"۔
اور جب ہم نے تمام نبیوں سے ان کا پختہ عہد لیا اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے بھی یہ پختہ عہد لیا۔

تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور، کراچی (پاکستان) نے لدھیانوی صاحب کے دیوبندی فرقہ کے ایک بزرگ شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی کا ترجمہ قرآن کریم شائع کیا ہے۔ جس کے حاشیہ پر دیوبندیوں کے ایک اور بزرگ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی نے تفسیری نوٹس لکھے ہیں۔[1]

ہم لدھیانوی صاحب کی راہنمائی کے لئے اس ترجمہ قرآن کریم کے صفحہ ۵۵۵ سے اس آیت کے نیچے علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی کا نوٹ درج کرتے ہیں۔ آپ فائدہ نمبر ۱ کے زیر عنوان لکھتے ہیں:۔

"یعنی یہ قول و قرار کہ ایک دوسرے کی تائید و تصدیق کرے گا اور دین کے قائم کرنے اور حق تعالےٰ کے پیغام پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے گا۔ آل عمران میں اس میثاق کا ذکر ہو چکا ہے۔"

لدھیانوی صاحب کے ایک اور بزرگ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی اپنی

---

[1] اس ترجمہ کے حاشیہ پر سورۃ نساء تک محمود الحسن صاحب کے نوٹ ہیں بقیہ عثمانی صاحب کے ہیں۔

تفسیر معارف القرآن جلد ہفتم کے صفحہ ۹۰ پر سورۃ الاحزاب کی اس آیت کے نیچے یہ نوٹ لکھتے ہیں۔

"آیت مذکورہ میں جو انبیاء علیہم السلام سے عہد و اقرار لینے کا ذکر ہے وہ اس اقرار عام کے علاوہ ہے جو ساری مخلوق سے لیا گیا۔ جیسا کہ مشکوٰۃ میں بروایت امام احمدؒ مرفوعاً آیا ہے کہ

خصوا بمیثاق الرسالۃ والنبوۃ وھو قولہ تعالیٰ
واذ اخذنا من النبیین
میثاقھم الایۃ

(یعنی انبیاء سے خصوصیت سے رسالت اور نبوت کا میثاق لیا گیا ہے۔ اور وہ سورۃ احزاب کی اس آیت میں مذکور ہے

واذ اخذنا من النبیین میثاقھم۔

(ناقل)۔ یہ عہد انبیاء علیہم السلام سے نبوت و رسالت کے فرائض ادا کرنے اور باہم ایک دوسرے کی تصدیق اور مدد کرنے کا عہد تھا۔ جیسا کہ ابن جریر و ابن ابی حاتم وغیرہ نے حضرت قتادہؓ سے روایت کیا ہے"۔

(تفسیر معارف القرآن از مفتی محمد شفیع جلد ہفتم صفحہ ۹۰ زیر عنوان میثاق انبیاء ادارۃ المعارف کراچی)

لدھیانوی صاحب کے ان دونوں بزرگوں کے دو اقتباسات ہم درج کر چکے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں ہی اس امر کے قائل ہیں کہ سورۃ احزاب کی اس آیت میں تمام انبیاء اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جس میثاق لینے کا ذکر ہے وہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمیت انبیاء سے یہ اقرار لیا گیا تھا کہ تمہارے بعد جو نبی آئے اس پر ایمان لانا اور اس کی نبوت کی تصدیق کرنا۔ یہی مضمون جو لدھیانوی صاحب کے بزرگوں نے بیان کیا ہے الفضل کے اقتباسات میں درج ہے جس پر لدھیانوی صاحب ناراض ہو رہے ہیں۔

سطور بالا میں علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی کا جو اقتباس درج کیا گیا ہے اس میں یہ ذکر ہے کہ سورۃ احزاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمیت انبیاء سے جو میثاق لیا گیا ہے وہ سورۃ آل عمران میں مذکور ہے۔

قارئین کرام! آئیے اب ہم سورۃ آل عمران میں اس میثاق کی تفصیل پڑھیں وہاں لکھا ہے:

"وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا"

(سورۃ آل عمران: ۸۲)

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے یہ پختہ عہد لیا کہ میں نے جو تم کو کتاب اور حکمت دی ہے پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو تمہارے پاس والی کتاب کی تصدیق کرے تو تم اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔ فرمایا کیا تم نے اس عہد کا اقرار کر لیا ہے اور میرے اس عہد کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی ہے۔ تو انبیاء بولے کہ ہاں ہم نے اقرار کر لیا ہے۔

معزز قارئین! سورۃ آل عمران کی اس آیت میں میثاق النبیین کے الفاظ آتے ہیں اور سورۃ احزاب کی آیت

"وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَہُمْ وَمِنْکَ"

میں بھی نبیوں کے لئے میثاق کا ہی لفظ استعمال ہوا ہے ان دو مقامات کے علاوہ قرآن کریم میں کسی جگہ بھی نبیوں کے لئے میثاق کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔ لہٰذا یہ دونوں آیات ایک دوسری کی تشریح کر رہی ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ سورۃ احزاب کی آیت میں نبیوں کے میثاق کی تفصیل نہیں بیان کی گئی اور سورۃ آل عمران کی آیت میں نبیوں سے جو میثاق لیا گیا اس کی تفصیل بیان کی گئی کہ وہ یہ تھا کہ انبیاء اپنی قوموں کو یہ نصیحت کر جائیں کہ ہمارے بعد جو بھی نبی آئے اس پر ایمان لائیں اور اس کی امداد کریں۔ ان دونوں آیات کو ملانے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سورۃ احزاب کی آیت میں موجود لفظ "مِنْکَ" کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہ عہد لیا گیا ہے کہ آپ کے بعد جو نبی آئے اس پر ایمان لائیں اور اس کی امداد کریں۔ اس کی امداد اس طرح ہو گی کہ اپنی امت کو اس پر ایمان لانے اور اس کی تصدیق کرنے کی نصیحت کر جائیں۔ اور انہیں اس کی مدد کرنے کی تلقین کریں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو امام مہدیؑ اور مسیح نبی اللہ کے آنے کی بشارت دی اور اپنی امت کو اس پر ایمان لانے اور اس کی بیعت کرنے کی تلقین کی۔ جیسا کہ فصل دوم کے عقیدہ نمبر ۲ کے جواب میں مفصل ذکر ہو چکا ہے۔ قارئین کرام وہاں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

شیخ الہندی مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی سورۃ آل عمران کی آیت کی تشریح میں فائدہ نمبر ۳ کے زیر عنوان لکھتے ہیں:۔

"حق تعالیٰ نے خود پیغمبروں سے بھی یہ پختہ عہد لے چھوڑا ہے کہ جب تم میں سے کسی نبی کے بعد دوسرا نبی آئے (جو یقیناً پہلے انبیاء اور ان کی کتابوں کی اجمالاً تفصیلاً تصدیق کرتا ہوا آئے گا) تو ضروری ہے کہ پہلا نبی پچھلے کی صداقت پر ایمان لائے اور اس کی مدد کرے۔ اگر اس کا زمانہ پائے تو بذات خود بھی اور نہ پائے تو اپنی امت کو پوری طرح ہدایت و تاکید کر جائے کہ بعد میں آنے والے پیغمبر پر ایمان لا کر اس کی اعانت و نصرت کرنا۔ کہ یہ وصیت کر جانا بھی اس کی مدد کرنے میں داخل ہے"۔[1]

(ترجمۃ القرآن از شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی صفحہ ۷۸)

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں:۔

"میثاق کیا ہے؟ اس کی تصریح تو قرآن نے کر دی ہے لیکن یہ میثاق کس چیز کے بارہ میں لیا گیا ہے اس میں اقوال مختلف ہیں حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نبی علیہ السلام ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ عہد تمام انبیاء سے صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لیا تھا کہ اگر وہ خود ان کا زمانہ پائیں تو ان پر ایمان لائیں اور ان کی تائید و نصرت کریں اور اپنی اپنی امتوں کو بھی یہی ہدایت کر جائیں۔ حضرت طاؤس، حسن بصری اور قتادہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ یہ میثاق انبیاء سے اس لئے لیا گیا تھا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کی تائید و نصرت کریں (تفسیر ابن کثیر)

اس دوسرے قول کی تائید اللہ تعالیٰ کے قول

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَہُمْ وَمِنْکَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰہِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَاَخَذْنَا مِنْہُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا (احزاب)

سے بھی کی جا سکتی ہے کیونکہ یہ عہد ایک دوسرے کی تائید و تصدیق کے لئے لیا گیا تھا (تفسیر احمدی)

درحقیقت مذکورہ دونوں تفسیروں میں کوئی تعارض نہیں ہے اس لئے دونوں ہی مراد لی جا سکتی ہیں۔ تفسیر ابن کثیر)"

(تفسیر معارف القرآن جلد ۲ صفحہ نمبر ۹۹، ۱۰۰ زیر عنوان میثاق سے کیا مراد ہے؟)

مفتی صاحب مزید لکھتے ہیں:

"وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ الخ۔ ان آیات میں اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے یہ پختہ عہد لیا کہ جب تم میں سے کسی نبی کے بعد دوسرا نبی آئے جو یقیناً پہلے انبیاء اور ان کی کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہو گا تو پہلے نبی کے لئے ضروری ہے کہ پچھلے نبی کی سچائی اور نبوت پر ایمان خود بھی لائے اور دوسروں کو بھی اس کی ہدایت کرے"

(معارف القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۰۰)

قرآن کریم کی ان دونوں آیات سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہ عہد لیا گیا تھا کہ آپ کے بعد جو نبی آئے آپ بھی اس پر ایمان لائیں اور اس کی امداد کریں۔ اسی کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو مسیح نبی اللہ کی آمد کی بشارت دی ہے۔

اس آیت میں ہر آئندہ آنے والے پر ایمان لانے کا عہد ہے۔ مولوی کون ہوتا ہے کہ راستے میں کھڑا ہو جائے۔ بعض اوقات بعد میں آنے والا درجہ میں پہلے سے کم تر ہوتا ہے اگرچہ رسالت میں برابر ہو۔

ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد آنے والے ہر نبی کو آپ سے درجے میں بڑھ کر ماننا پڑے گا۔

پس اگر یہ ابراہیم علیہ السلام سے بھی عہد لیا گیا تو کیا وہ بعد میں آنے والے حضرت اسحٰق، حضرت اسماعیل، حضرت یعقوب، حضرت یوسف علیہم السلام پر ایمان لائے تھے کہ نہیں؟ اگر لائے تھے تو کیا یہ عقیدہ رکھنا ان کی گستاخی ہے؟

باقی صفحہ ۱۱ پر

[1] سورۃ نساء تک شیخ الہند صاحب کے نوٹ ہیں بقیہ سب نوٹ عثمانی صاحب نے لکھے ہیں۔

بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں کی دل کھول کر مدد کریں!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے بوسنیا کے مسلمان بھائیوں کے دردناک حالات کے پیشِ نظر اُن کی امداد کے لئے مالی تحریک کا اعلان فرمایا ہے۔ حضور فرماتے ہیں، انتہائی دردناک حالات ہیں۔ اتنی بڑی ضرورت ہے۔ اُن کے پاس نہ بوٹ ہیں نہ گرم کپڑے ہیں۔ خاتون کا شکار ہیں۔ بعض ملکوں میں پچاس پچاس ہزار بوسنین مہاجرین ہیں۔ ایک کیمپ میں جب میں نے وفد بھجوانے شروع کئے تو انہوں نے وہاں کے دردناک حالات بتائے اور بعض جرمن جو غیر مسلم تھے اُن کی چیخیں نکل گئیں ــــ حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے احبابِ جماعت کو دِل کھول کر مالی قربانی کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

آپ تمام احبابِ جماعت ہر مرد وزن کو اِس بابرکت مالی تحریک میں شامل کریں۔ وعدہ جات اور وصولی کی فہرست جلد دفتر میں بھجوائیں تاکہ رپورٹ حضور انور کی خدمت میں بھجوائی جائے۔

دفتر محاسب میں "بوسنیا فنڈ" کی امانت کھول دی گئی ہے۔

اِسی طرح حضور انور نے MISSISSAUGA (کینیڈا) میں مسجد کی تعمیر کے لئے مالی تحریک کا اعلان فرماتے ہوئے فرمایا کہ

اگرچہ یہ تحریک صرف کینیڈا کے لئے ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ دوسرے ممالک جہاں بہت تخیر اسدی رہتے ہیں اور جنہیں مساجد کی تعمیر کا خاص جوش ہے وہ بھی اس تحریک میں شامل ہوں۔ اور ادائیگی کریں۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دوسرے چندہ جات میں کمزور ہوتے ہیں لیکن تعمیرِ مساجد کے لئے وہ بڑی فراخدلی سے چندہ دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اس موقعہ کا پورا فائدہ اُٹھاتے ہوئے کینیڈا میں دوسری مسجد کی تعمیر کے لئے مالی قربانی کرنی چاہیئے۔

لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ حضور کی منشاءِ مبارک کے تحت ہر دو مالی تحریکات سے احبابِ جماعت کو آگاہ کریں اور بڑھ چڑھ کر قربانی کرنے کی تلقین کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کے اموال میں برکت عطا کرے۔ آمین۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

مجلسِ عاملہ خدام الاحمدیہ بھارت

حضور انور ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل ممبرانِ مجلسِ عاملہ خُدّام الاحمدیہ بھارت کی ۹۳-۱۹۹۲ء کے لئے منظوری مرحمت فرمائی ہے:-

۱۔	نائب صدر	مکرم خواجہ بشیر احمد صاحب
۲۔	معتمد	〃 بلال احمد صاحب شمیم
۳۔	مہتمم خدمتِ خلق	〃 حافظ مظہر احمد صاحب طاہر
۴۔	〃 تعلیم	〃 مولوی طاہر احمد صاحب چیمہ
۵۔	〃 تربیت	〃 مولوی قریشی محمد فضل اللہ صاحب
۶۔	〃 مال	〃 مولوی مظفر احمد صاحب ناصر
۷۔	〃 عمومی	〃 چوہدری عبد الواسع صاحب
۸۔	〃 صحتِ جسمانی	〃 خالد محمود صاحب
۹۔	〃 صنعت و تجارت	〃 عرفان احمد صاحب
۱۰۔	مہتمم وقارِ عمل	مکرم ظہیر احمد صاحب جاوید
۱۱۔	〃 تحریک جدید	〃 فیاض احمد صاحب
۱۲۔	〃 تبلیغ	〃 مولوی محمد نسیم خان صاحب
۱۳۔	〃 تجنید	〃 سُہیل احمد صاحب سوز
۱۴۔	〃 اشاعت	〃 سید محسن علی صاحب
۱۵۔	〃 اطفال	〃 مولوی محمد یوسف صاحب انور
۱۶۔	محاسب	〃 محمد لطیف صاحب
۱۷۔	پریس سیکرٹری	〃 قاری نواب احمد صاحب
۱۸۔	قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان: مکرم رشید الدین صاحب پاشا۔	

صدر مجلس خُدّام الاحمدیہ بھارت۔ قادیان

خطبہ جمعہ ـــ بقیہ صفحہ (۸)

کہ کہیں EXPLOITER یعنی کسی کی کمزوری اور غربت سے فائدہ اُٹھانے والی امیر قومیں آکر یہ نہ کریں کہ ہمیں اور ہی لوٹ مار کر ہماری دولتیں لوٹ کر باہر ملکوں میں بھیجنا شروع کردیں۔ اس مشکل کا بہترین حل جماعتِ احمدیہ ہے جو ہر قسم کے ظلم و تشدد اور لوٹ مار کے بنیادی طور پر مخالف ہے۔ پس میں پھر جماعت کے تاجروں کو دعوت دیتا ہوں کہ ازبکستان، قازقستان، ادھر تاتارستان اور اس قسم کے جتنے علاقے ہیں مسلمانوں کے ان میں جائیں اور کثرت کے ساتھ خود ذاتی دَورے کریں تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ جائیں گے کہ کتنے مواقع ہیں۔ ان مواقع سے فائدہ اٹھائیں۔ وہاں کارخانے بنائیں۔ لیکن ایک نیت خدا کے لئے لے کر جائیں کہ ان قوموں کو لوٹنے کی خاطر نہیں جانا۔ زندہ رہنے کے لئے جو کم سے کم منافع کی ضرورت ہے اُس پر اکتفاء کرتے ہوئے اقتصادیات کی کایا پلٹنی ہے اور اس کے وہاں بہترین مواقع موجود ہیں۔ دیانتداری کے ساتھ قوم کی خدمت کرنی ہے۔ اور اس خدمت کے ساتھ اس کی رُوحانی خدمت خود بخود ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ دُنیا کے مسائل تو بہت ہیں اور سب کا بوجھ ہم اپنے دِلوں پر لیتے ہیں لیکن حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دِل کے صدقے جس میں تمام دُنیا کی انسانیت کے دِل دھڑک رہے تھے۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ آپ کی غلامی کے صدقے ہمارے دِلوں کو بھی ویسی ہی وسعتیں عطا ہوں گی اور رفتہ رفتہ ہمارے دِلوں میں بھی ساری انسانیت کے دِل دھڑک کر ساری دُنیا کی اِصلاح کا موجب بنیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۞

(مرتبہ:- منیر احمد جاوید۔ دفتر P.S. لندن)

اخبارِ احمدیہ۔ بقیہ صفحہ اوّل

آیت قرآنی اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا کی عالیشان تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ لوگ جو غیر اللہ کی ربوبیت کا انکار کرتے ہیں اور استقامت دِکھاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارا رب تو صرف اللہ ہے پھر غیر اللہ کی طرف سے اُن پر کتنے بھی خوف وحُزن آئیں وہ ہر حال میں استقامت دِکھاتے ہیں اور ہر حال میں جھوٹے خداؤں کا رد کرتے ہیں خواہ کیسے بھی نقصانات برداشت کرنے پڑیں خواہ رَبُّنَا اللّٰہ کہنے پر انہیں شہید بھی کر دیا جائے تب بھی انہیں یہ خوشی عطا کی جاتی ہے۔ اس ضمن میں حضور انور نے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کے واقعہ شہادت کا نہایت لطیف پیرایے میں ذکر فرمایا ــــ حضور انور نے فرمایا گزشتہ دنوں ڈھاکہ میں احمدیہ کو شہید کئے جانے کا جو واقعہ ہُوا اور جس رنگ میں احمدیوں پر ظلم کیا گیا اس سے بڑے بڑے دلیروں کا پتہ پانی ہو گیا۔ بنگلہ دیش کے مظلوم احمدیوں نے اس موقعہ پر لاثانی قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا ہے۔ حضور نے فرمایا بنگال کا ذکر تاریخِ احمدیت میں سُنہری حروف میں محفوظ ہونا چاہیئے۔ حضور نے فرمایا بنگالی مزاج عدل والا مزاج ہے۔ چنانچہ ہمیں خوشی ہے کہ مسجد کی شہادت کے واقعہ کی بنگالیوں نے خوب کھول کر مذمت کی ہے۔ اور بابری مسجد کی شہادت پر مولویوں سے کہا ہے کہ اب کیوں واویلا کرتے ہو۔ تمہاری شرافت اُس وقت کہاں گئی تھی جب ڈھاکہ میں احمدیہ مسجد جلائی گئی تھی۔ حضور نے فرمایا ہمیں افسوس ہے کہ بنگلہ دیش کی حکومت کو اِس واقعہ کی مذمت کرنے کی توفیق نہیں ملی۔

خطبہ کے آخر میں حضور نے اپنے گزشتہ خطباتِ جمعہ کے حوالہ سے بتایا کہ بفضلہ تعالیٰ بوسنیا کے مظلومین کی مالی اِمداد کی تحریک کا جماعت پر اچھا اثر پڑا ہے اور احبابِ جماعت نے دِل کھول کر اس فنڈ میں حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت کے غرباء اور متوسط درجہ کے لوگ بفضلہ تعالیٰ عمدہ مالی قربانی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اُمراء کو تحریک کی خاطر میں بتاتا ہوں کہ ایک نے پہلے اس فنڈ میں ایک ہزار پونڈ چندہ دیا تھا۔ اب پانچ ہزار پونڈ لکھوایا ہے۔ حضور نے فرمایا اگر جماعت کے متمول اُمراء بھی چھ چھ ہزار پونڈ اس فنڈ میں دیں تو ہم بوسنیا کے مظلومین کی کسی حد تک مدد کر سکتے ہیں۔ خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور پُرنور نے انفاق فی سبیل اللہ سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک نصیحت آموز اور رُوح پرور اقتباس پڑھ کر سُنایا۔

احبابِ جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں نمایاں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔

خطبہ جمعہ کے بعد مُسلم ٹیلی ویژن احمدیہ نے برطانوی اخبارات کے تراشے ٹیلی کاسٹ کئے جن میں بوسنیا کے مظلومین کی حالتِ زار کا دِلدوز نقشہ کھینچا گیا تھا۔ ان اخبارات نے حکومتِ امریکہ اور سلامتی کونسل کے حوالے سے بتایا کہ اب تک لاکھوں لوگوں کو (باقی کالم نمبر ۱، ۲ نیچے)

بقیہ زندہ جلانے کے علاوہ لاکھوں عورتوں کی عصمت دری بھی کی گئی ہے۔ بلکہ سلامتی کونسل کی ایک رپورٹ کے مطابق سربین کمانڈروں کی اپنی افواج کو ہدایت ہے کہ وہ بوسنیا کی عورتوں کی عصمت دری کریں۔ کیونکہ اس سے ان پر مظالم کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بوسنیا کے مظلوم مسلمان بھائیوں کو ہر شر سے محفوظ رکھے اور آن کا ہر آن حامی و ناصر ہو اور اُمّتِ مسلمہ بالخصوص مُسلم حکومتوں کو توفیق بخشے کہ وہ کما حقہٗ ان کی مدد کر سکیں۔ آمین ۞

درخواست ہائے دعا

● — خاکسار کے برادرِ نسبتی مکرم مبارک احمد صاحب ڈار آف اسلام آباد (پاکستان) چند دنوں سے بیمار ہیں اُن کی خوراک کی نالی میں ٹیومر ہے جو Malignant ہے جس کا آپریشن تجویز ہوا ہے۔ احبابِ جماعت کی خدمت میں آپریشن کی کامیابی اور ہر پیچیدگی سے محفوظ رہنے کیلئے عاجزانہ درخواستِ دُعا ہے۔

اسی طرح محترمہ ماجدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری عبدالوہاب صاحب گنائی آف رشی نگر اپنے بچوں کی دینی و دنیوی ترقیات کیلئے اور خود اکثر بیمار رہتی ہیں کامل شفایابی کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

(اعانت بدر ۵۱/- روپے) (خاکسار عبدالحکیم وانی آسنور)

● — محترمہ ڈاکٹر سلطانہ رشید صاحبہ آف حیدرآباد حال مقیم لندن ڈاکٹری کی تعلیم کے بعد حضور انور کے ارشاد پر تین ماہ کے وقف کے ساتھ فضلِ عمر ہسپتال ربوہ میں خدمت کی غرض سے عنقریب پاکستان کیلئے روانہ ہو رہی ہیں۔ موصوفہ کی دادی، عزیزہ کا سفر بخیر و عافیت ختم ہونے اور مقبول خدمت کی توفیق پانے کے لئے درخواستِ دُعا کرتی ہیں۔ (محمد رشید احمد انور قادیان)

● — خاکسار اپنے بیٹے ابراہیم محی الدین کی دینی و دنیوی ترقی، نیک اعمال و صحت والی درازیٔ عمر کے لئے درخواستِ دُعا کرتی ہے۔ (مسز تقدس النساء محی الدین)

● — خاکسار اپنے بیٹے عزیز منظور احمد کی خیر و عافیت اور اپنے خاندان کے قبولِ احمدیت کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہے۔ (اعانت بدر ۵۰/- روپے) (اہلیہ عبدالجبار خاں سانڈھن)

● — مکرم سبحان خان صاحب۔ شکیلہ بیگم صاحبہ۔ عثمان خان صاحب۔ افتخار رحمان صاحب۔ فاطمہ بی بی صاحبہ۔ مومن بیگ صاحب۔ روحیدہ بیگم صاحبہ۔ محمد رفیق صاحب۔ شریفاً بی بی صاحبہ اور محمد سلیم صاحب ساکنان کرڑاپلی (اڑیسہ) اپنی صحت و سلامتی، دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (نور الدین۔ وقف جدید بیرون)

● — مکرم عبدالرحمن صاحب۔ عبدالمالک صاحب۔ شیخ مطیع الرحمن صاحب۔ ناظم الدین صاحب۔ عظیم النساء صاحبہ۔ حدیثہ بیگم صاحبہ۔ نثار محمد صاحب۔ شیخ ہاشم صاحب۔ پریلا دائی صاحبہ (غیر مسلمہ) محمد سبحان صاحب۔ آف کرڑاپلی (اڑیسہ) اور اہل و عیال کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، دینی و دنیوی ترقیات اور نیک مقاصد میں کامیابی کے لئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (ادارہ)

● — خاکسار نے ٹیچر کی اسامی کا اور میری اہلیہ نے A.N.M میڈیکل سروس کا انٹرویو دیا ہے دونوں کی سلیکشن نیز بچوں اور والدین کی صحت و سلامتی اور بھائیوں اور بہنوں کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے نیز بچوں کی امتحان میں کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (محمود احمد پرویز سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کالا بن ارکم)

● — خاکسار کا نواسہ قمر احمد ابن آفتاب احمد گردے خراب ہونے کی وجہ سے سخت علیل ہے۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ گردے بدلنے ضروری ہیں۔ جملہ اسباب مہیا ہونے اور کامل و عاجل شفایابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر ۲۰/- روپے) (زاہدہ بانو بیگم سیکرٹری تبلیغ لجنہ اماء اللہ حیدرآباد)

● — مکرم محمد یوسف صاحب نیاز سیکرٹری امور عامہ جماعت جموں کو گھر جاتے ہوئے صبح سوا پانچ بجے اچانک چند غنڈوں نے پکڑ کر بُری طرح سے زخمی کر دیا۔ موصوف نے جان بچانے کے لئے چھلانگ لگا دی اور کافی دیر تک نیچے پڑے رہے۔ بعد میں پولیس نے اُن کو ہسپتال پہنچا دیا۔ اور ایمرجنسی وارڈ میں داخل کیا گیا۔ عزیز کے جسم کے اکثر حصوں پر چوٹیں آئی ہیں۔ اور ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔ صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ (عبدالحق ثانی صدر جماعتِ احمدیہ جموں)

● — میرے ایک بہنوئی فالج سے بیمار ہیں ان کی صحتِ کاملہ کیلئے۔ بہنوں کے قبولِ احمدیت اور ہم سب کے اہل و عیال کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (صدر لجنہ کانپور)

● — میرے لڑکے خورشید احمد نے ایک نیا کام شروع کیا ہے۔ کاروبار میں خیر و برکت کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (محمد معین الدین۔ چندا پور)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لتھرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/o SH. GIRDHARI LAL
GOLD SMITH, MAIN BAZAR, QADIAN-143516.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:- حنیف احمد کامران، حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
PHONE:- 04524, 649.

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES
AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS: 4378/4B, MURARI LAL LANE, ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282643.
FAX:- 91-11-3755121, SHELKA NEW DELHI.

بہترین ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہے۔ (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339. (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ رمیش نگر لین کلکتہ - ۷۰۰۰۱

ارشادِ نبوی
طَلَبُ الْحَلَالِ جِهَادٌ
(حلال رزق طلب کرنا بھی جہاد ہے)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

SUPER INTERNATIONAL
PHONES:- OFFI.- 6378622 RESI.- 6233389.
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCEITY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST) BOMBAY-800099.

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
یانی پولیمرز۔ کلکتہ - ۷۰۰۰۴۹
فون نمبرز:-
43-4028-5137-5206
YUBA
QUALITY FOOT WEAR

NIR
"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں"
— (کشتی نوح) —
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA-700015.
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب
ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر
پلاسٹک اور کینوس کے جوتے۔